مہجورِ قرآن

تالیف

محمد راغب الحسن
(ایم۔اے، اسلامیات)



رابطہ کیلئے پتہ
پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200

منجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی

Marfat.com

یَوْمُ الْحِسَابْ

یعنی قیامت کے دِن جزاء وسزا کا فیصلہ ہوگا

مُحتاجِ دُعاء

میری والدہ ماجدہ

ذکیہ اِقبال (مرحومہ)

زوجہ شیخ علاؤالدین

اور میرے بھائی

سُہیل اکبر شیخ مرحوم ومغفور کی

اللہ ربُّ العالمین مغفرت فرمائے اور اپنے

جوارِ رحمت میں اعلیٰ وارفع مُقام عطا فرمائے۔

(آمین ثُمَّ آمین)

احسن عبّاس

Marfat.com

مَہجُورِ قُرآن

مہجور قرآن

تالیف

مُحمّد راغِبُ الحَسَن

(ایم۔اے، اسلامیات)

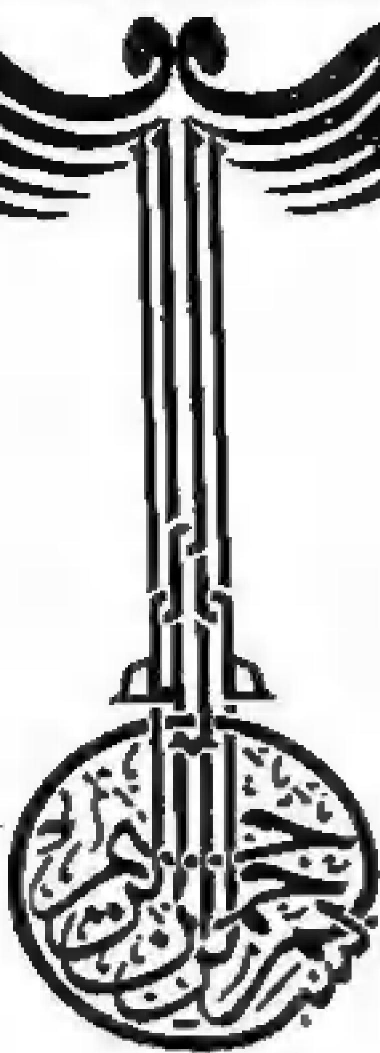
یہ کتاب مُفت تقسیم کی گئی

منجانب

آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کے لئے پتہ: پوسٹ بکس نمبر ۱۸۱ کراچی نمبر ۷۴۲۰۰

Marfat.com



وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ
مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا
خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ
قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾

(سُوْرَةُ الْفُرْقَان ۔ آیت ۲۷ تا ۳۰)

اور جس دِن (عاقبت نااندیش) ظالِم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کہ اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اُس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔ شیطان، انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

Marfat.com

فہرستِ مضامین

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مہجورِ قرآن

جب قومیں پستی میں گرتی ہیں تو اُن کی کیفیت پہاڑ کی بُلندی سے لُڑھکنے والی اَشیاء کی مانند ہوتی ہے۔ وہ گرتی چلی جاتی ہیں، بڑی تیزی سے، زخم پر زخم کھاتی ہوئی، ہڈیاں تڑواتی ہوئی، اُنہیں زمین و آسمان اُلٹ پلٹ ہوتے دِکھائی دیتے ہیں۔ حواس قابُو میں نہیں رہتے کہ کسی مضبوط سہارے (عُروۃ الوُثقٰی) کو ہی تھام کر خُود کو بچالیں۔ مُسلِم قوم کی موجُودہ کیفیت بھی ایسی ہی ہے۔ پُوری قوم پستی اور ذِلّت کے عمیق غار میں گرتی چلی جارہی ہے اور کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اِس تنزّلی اور خوارِی سے کس طرح نجات حاصل کی جائے۔ وقتاً فوقتاً کچھ دردمندانِ قوم اُٹھتے ہیں اور اپنی اپنی سمجھ بُوجھ کے مطابق عِلاج تجویز کرتے ہیں، لیکن صُورتِ اَحوال یہ ہے کہ:

مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی

حکیمُ الاُمّت علّامہ اِقبالؒ نے بہت پہلے ایک نُسخہ تجویز کیا تھا:

وُہی دیرینہ بیمارِی وُہی نامحکمیِ دِل کی
عِلاج اِس کا وُہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

یہ آبِ نشاط انگیز کیا ہے؟ ''القُرآن'' القرآن نے اِنسانوں کو جو ضابطۂ حیات (اَلدِّین) عطا کیا ہے اُس کو ''اَلاِسلام'' کہہ کر پُکارا ہے۔ مُسلِم قوم کا یہ

Marfat.com

دَعویٰ ہے کہ وہ ''اَلاِسلام'' کی پیروکار ہے۔ کیا وَاقعی مُسلِم قوم کا یہ دَعویٰ دُرُست ہے؟ یا اُنہوں نے محض زبانی طور پر یہ دَعویٰ کیا ہُوا ہے اور اُن کے اَعمال وعقائد اِس دِین کے تقاضوں کے بَرخلاف ہیں ...... آیئے ایک نظر جائزہ لے کر دیکھتے ہیں کہ مُسلِم قوم نے آخر ایسا کون سا جُرم کیا ہے جس کی وَجہ سے وہ ذِلّت اور مسکنت کا پیکر بن چکی ہے۔

تاریخِ اِسلام یا تاریخِ مُسلِم

''اِسلام'' کی تاریخ رَقم کرتے ہُوئے مورخین نے دَو بُنیادِی غلطیاں کی ہیں۔ پہلی غلطی یہ کہ اُنہوں نے ''اِسلام'' کی تارِیخ اور ''مُسلِم قوم'' کی تارِیخ کو ایک ہی شئے سمجھ لیا۔ اِس غلطی کی وَجہ سے مُسلِم قوم کے عُرُوج وزَوال کو اِصطلاحی طور پر ''اِسلام کا عُرُوج وزَوال'' بنا کر سمجھا اور سمجھایا گیا، جس نے بُہت سی دِیگر غلط فہمیوں کو بھی جنم دِیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ''اِسلام'' کو تو زَوال ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا عطا کردہ ناقابلِ تبدیل نِظامِ حیات ہے۔ جب سے کُرّہ اَرض پر بَنِی نوعِ آدم نے شعور سنبھالا ہے اِسی واحِد نظریۂ حیات کو اَپنانے والوں نے دُنیا میں سرفرازیاں اور کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اِس نظریۂ حیات میں ترقّی بھی ہے اور اِرتقاء بھی، معراج بھی ہے اور مدارِج بھی۔ اِس کے سِوا کوئی اور نظریۂ حیات اِنسان کو وہ رَوشنی عطا کر ہی نہیں سکتا جس میں وہ اَپنے سامنے کا راستہ رَوشن دیکھ سکے اور بے خوف وخطر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اور ساتھ ہی درجہ بدرجہ بُلند تر بھی ہوتا چلا جائے۔ ''مُسلِم قوم'' کا نام مورخین نے اِس قوم کو

Marfat.com

دے دیا جنہوں نے ایسے خاص مُعاشرے میں جنم لیا جہاں چند مخصوص عقاید و رسُومات کو تقدُّس کا جامہ پہنایا جاتا ہے، اور اُن عقاید و رسُومات پر عمل کرنے والوں کو اِحترام و عزّت کا مُستحق سمجھا جاتا ہے۔ یہ صُورتِ حال دُنیا کے دِیگر مذاہب کے پیروکاروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اِس طرح ''اِسلام'' بھی دُنیا کے دِیگر مذاہب کی مانند ایک مذہب بنا دِیا گیا ہے اور اُس کی اِنفرادِیّت و خصُوصِیّت کو توہمات میں گُم کر دِیا گیا ہے۔ ایک مُدّت مدید سے مُسلِم قوم نے اِن اُصُولوں اور نظریات کو ترک کر رکھا ہے جو ''اَلاِسلام'' نے پیش کیا تھا۔ چُنانچہ اگر ایک خاص دَور میں مُسلِم قوم نے ''اَلاِسلام'' کو اپنا لائحہ عمل بنایا تھا تو عرُوج بھی پایا تھا، لیکن جب اُنہوں نے اِس نظریۂ حیات کو چھوڑ کر دُوسرے نظریات اپنا لئے تو قوانینِ اِلٰہی کی رُو سے اُن کا زوال لازمی تھا۔ اَصل حقیقت یہ ہے کہ جس طرح زمین اناج اُگلتے وقت کسان کا خاندان، اُس کا مذہب، اُس کی نسل کے بارے میں سوال نہیں کرتی، بلکہ وہ فطری قوانین کی بُنیاد پر اناج اُگاتی ہے اِسی طرح قوانینِ اِلٰہی کی رُو سے جو قوم بھی ''اَلاِسلام'' کے اُصُولوں پر عمل پیرا ہوتی ہے اُسے کامیابی، کامرانی اور دُوسری قوموں پر بالا دستی عطا کی جاتی ہے۔

دُوسری غلطی جو مورخین نے کی ہے وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے ''اِسلام کی تارِیخ'' یا ''مُسلِم قوم کی تارِیخ'' کی اِبتداء سرزمینِ عرب میں حضرت مُحمّد صلّی اللہُ علیہِ وسلّم کے اِعلانِ نبوّت سے کی ہے۔ جب کہ اِسلام کی بھی اور مُسلِم قوم کی بھی تارِیخ حضرت اِبراہیم علیہِ السّلام سے شرُوع ہوتی ہے۔ کیُونکہ اَلقرآن کے مُطابق حضرت اِبراہیمؑ دِینِ حنیف کے موسسِ اعلیٰ یا بانی تھے، اور نسلِ اِنسانی کے اوّلین

Marfat.com

اِمام بھی۔ اَلقرآن میں اللہ نے اِبراہیمؑ سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

(سورۃُ البقرۃ۔ آیت ۱۲۴)

اَے اِبراہیم، ہم نے تمہیں اِنسانوں کا اِمام بنایا۔

مزید براں جب اللہ نے اِبراہیمؑ کو حکم دِیا کہ اَسلِم، تو اُنہوں نے سرِتسلیم کر کے کہا "اَسلَمتُ لِرَبِّ العَالَمِین"، (سورۃُ البقرۃ۔ آیت ۱۳۱) قُرآنِ کریم کے صفحات میں اِس عظیم جدّوجہد کی داستان بھی موجود ہے جِسے حضرت اِبراہیمؑ اور اُن کے رُفقاء نے قیامِ دِین کے سِلسِلہ میں سرانجام دِیا اور اِسی وجہ سے اَلقرآن نے واضح اَلفاظ میں اعلان کر دِیا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ

(سورۃُ المُمتحنۃ۔ آیت ۴)

تُمہارے لئے اِبراہیم اور اُن کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ حیات ہے۔

قُرآن نے اَپنی بحث کو مختصر کرتے ہوئے کہا:

مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا

(سورۃُ الحجّ۔ آیت ۷۸)

تُمہارے باپ اِبراہیم کی مِلت، اُس نے تُمہارا نام مُسلمین رَکھا، اِس سے قبل بھی اور اِس میں بھی۔

حضرت اِبراہیمؑ کے بعد دِیگر اَنبیاءَ علیہِم السَّلام کے بارے میں اَلقرآن نے کہا ہے کہ اللہ نے ہر ایک کو ایک ہی دستُورِ حیات عطا کِیا تھا۔ بعد کے لوگوں

Marfat.com

نے اِس میں تحریفات کردیں جس کے نتیجے میں اِختلافات پیدا ہو گئے۔ چنانچہ ایک کے بعد ایک نبی مبعوث ہوتے رہے تا کہ اُن اِختلافات کو ختم کر کے نسلِ اِنسانی کو ایک ہی لڑی میں پروئے رکھا جائے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ ○

(سُورۃُ البقرۃ۔ آیت ۲۱۳)

نوعِ اِنسانی تو ایک ہی اُمت رہی ہے، اُسی کو قائم رکھنے کے لئے اللہ نے انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ بشارت بھی سنائیں اور (خلاف ورزی کے نتائج) سے آگاہ بھی کر دیں، اور اُن انبیاءؑ کے ساتھ الکتاب بھی بالحق نازل کی تا کہ اِنسانیت کے اِختلافی اُمور کے فیصلے کر دیئے جائیں۔

اِس سلسلے میں حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں القرآن نے اِعلان کر دیا کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ ○

(سُورۃُ الاحزاب۔ آیت ۴۰)

محمّد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

القرآن نے یہ بھی بتایا کہ ہر دور میں صاحبِ اِیمان مسلمین کی جماعت نے یہی اِعلان کیا کہ:

Marfat.com

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ
اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ
عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

(سورۃ آلِ عمران۔ آیت ۸۴)

ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو کچھ اُس نے ہم پر نازل کیا ہے اور اُس پر جو اُس نے اِبراہیم، اِسماعیل، اِسحٰق، یعقوب اور اُن کی اولاد پر نازل کیا اور جو کچھ دِیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور دِیگر انبیاء کو اُن کے رَبّ کی جانب سے۔ ہم اُن میں سے کسی ایک میں بھی تفرِیق نہیں کرتے کیونکہ ہم مسلمین ہیں۔

تارِیخ کے اَوراق پلٹ کر اگر ہم چند ہزار سال پیشتر کے دَور کے واقعات کو دیکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ ابو الانبیاء حضرت اِبراہیمؑ مٹھی بھر جماعتِ مُسلمین کو لے کر اَپنے آبائی عِلاقے ''اُور'' (موجودہ بابُل) سے ہجرت کرتے ہیں۔ اَپنے بھتیجے حضرت لُوطؑ کو قومِ سدُوم کی طرف بھیجتے ہیں۔ حضرت شُعیبؑ کے جدِّ اَمجد کو یمَن کی طرف رَوانہ کرتے ہیں اور دِیگر افرادِ مُسلمین کو بھی دُنیا کے طُول وعَرض میں رَوانہ کردیتے ہیں تاکہ لوگوں کو ایک اللہ کے قوانین کے تابع بنایا جا سکے اور بنی نوعِ اِنسان کی وحدت کو پھر سے اُستوار کیا جا سکے۔ حضرت اِبراہیمؑ خُود کنعان (فلسطین) میں فروکش ہو جاتے ہیں۔ نو، دس سال کے وقفے سے آپؑ حضرت اِسمٰعیلؑ اور حضرت اِسحٰقؑ جیسے سعادت مند بیٹوں سے نوازے

جاتے ہیں۔ پھر حکمِ اِلٰہی کے مُطابِق آپؑ حضرت اِسحٰقؑ کو کنعان میں آباد کر کے خُود حضرت اِسمٰعیلؑ کو لے کر مکّہ کی وادیٔ غیر ذِی زرع میں آ جاتے ہیں۔ دونوں باپ بیٹے مِل کر اللہ کی وحی کے مُطابِق مکّہ میں ایک مرکزِ اِنسانیت یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہیں، جِسے اَلقرآن نے ''بیتُ اللہ'' اور ''بیتُ العتیق'' کے نام سے پُکارا ہے۔ یہی چوکور گھر، حضرت اِبراہیمؑ سے لے کر خاتمُ الانبیاءِ جناب مُحمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ تک تمام نبیوں کا مرکزِ مِلّت رہا ہے۔ یہ گھر صِرف مُسلِم قوم کی میراث نہیں بلکہ اَلقرآن نے صاف صاف لفظوں میں اِعلان کر دیا ہے کہ:

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ ۝ ...... لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ ۝

(سُورۃُ الحجّ۔ آیت ۲۷۔ ۲۸)

اور اِنسانوں میں اِعلان کر دو کہ وہ حج کریں...... تاکہ دیکھ لیں کہ اُن کے نفع رسانی کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے۔

نوعِ اِنسانی کی فلاح و بہبُود اگر مُمکن ہے تو اُسی مرکز سے مُتمسّک رہنے میں ہے۔ یہی مرکزِ اِنسانیت ہے اور یہی وحدتِ اِنسانی کی علامت ہے۔ تاریخ کے صفحات ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک طرف حضرت اِسحٰقؑ اور حضرت یعقُوبؑ کی اولادیں اُمُورِ جہانبانی اور قوموں کے عُرُوج و زوال کے اِلٰہیاتی قوانین کی تفسیر بنے ہُوئے تھے اور دُوسری طرف حضرت اِبراہیمؑ کے فرزندِ اکبر حضرت اِسمٰعیلؑ اور اُن کی اولاد، عظیم ترین قُربانی (ذِبحِ عظیم) کا مُظاہرہ کرتے ہُوئے مکّہ کی وادیٔ غیر ذِی زرع میں مرکزِ اِنسانیت یعنی خانہ کعبہ کی خُدامی میں مصرُوفِ کار تھے۔ ساتھ ہی مشیّتِ اِلٰہی بنی اِسمٰعیلؑ کی لِسانی لیاقت اور اِظہار و بیان کے لئے اُن کی

Marfat.com

صلاحیتِ نُطق کو درجۂ کمال کی منزلیں سر کرا رہی تھی۔ ایک ایسی زبان تیار کی جا رہی تھی جو آنے والی تمام انسانی نسلوں کے لیے رہتی دُنیا تک الفاظ و بیان و تاثُر کے ناقابلِ تبدیل معنی و مفہوم فراہم کر سکیں۔ یہ ایک عظیم ترین مقصد تھا۔ چُنانچہ اِس عمل کو خالص رکھنے کے لئے مشیتِ اِلٰہی نے قومِ بنی اسمٰعیلؑ کو ساری دُنیا کے نظامِ ہائے سلطنت و معاشرہ سے بالکل الگ تھلگ رکھا ہُوا تھا۔ نہ تو اُنہوں نے خُود کسی حکومت یا حکومتی نظام کی تشکیل کی تھی اور نہ کوئی بیرونی حاکمیت اُن پر مُسلّط تھی۔ وہ سادہ، خالص، جفاکش اور دوٹوک زندگی کے حامل تھے۔ سر پر کھلا آسمان، دن میں آگ برساتا ہُوا سورج، بادِ سموم اور بادِ صرصر کے جھونکے، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ریت کی چمک، پتھروں کے بنے ہوئے سیدھے سادھے مکانات یا کپڑوں اور کھالوں سے بنے ہوئے خیمے، جو ہر اُس جگہ نصب کر دیے جاتے تھے جہاں پانی کا کوئی ذخیرہ دِکھائی دیتا۔ عام اِستعمال کی اشیاء میں مٹّی، پتھر یا لکڑی کے برتن، تلواریں، نیزے، تیر و کمان، گھوڑے اور اُونٹ یا گلّہ بانی کے لئے بھیڑیں اور بکریاں، یہی اُن کی کُل کائنات تھی۔ تجارت کی غرض سے جب وہ مُلکِ شام، یمن، مصر اور افریقہ کے چکّر لگاتے تو راستے میں تباہ شُدہ قوموں کے کچھ کھنڈرات اُنہیں نظر آتے۔ اُن کے قافلے عموماً راتوں میں سفر کرتے، صحراؤں میں نہ کوئی نشانِ راہ ہوتا ہے اور نہ کوئی پگڈنڈی یا راستہ۔ صحراؤں کی چیختی ہوائیں اِدھر کے ٹیلوں کو اُدھر اور اُدھر کے ٹیلوں کو اِدھر کرنے میں مصروفِ کار رہتیں، ریت پر کوئی نشان سلامت نہ رہنے دیتیں۔ اِس کے باوجود اُن کے قافلے بہ آسانی ستاروں کی راہنمائی میں اپنی منزل کی سمت

Marfat.com

مُتعیّن کر لیتے۔ اِس علم میں اُنہیں کمال حاصل تھا۔ یہی علم سمندری سفر میں بھی اُن کے کام آتا تھا۔

یہ تھے بنی اسمٰعیل کے سادہ طبیعت فرزند، جن میں مردانہ اوصاف بہ تمام وکمال موجود تھے۔ لسانیات میں اُن کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے مُقابلے میں باقی تمام دُنیا کو گُونگا (عجمی) قرار دیتے تھے۔ ماہرینِ لسانیات آج بھی انگشتِ بدنداں ہیں کہ چودہ صدیاں پہلے اِس قدر سائنٹیفک زبان کس طرح وجُود میں آ گئی تھی کہ آج کے ترقّی یافتہ دور میں بھی کوئی دُوسری زبان اِس عربی زبان کا مُقابلہ نہیں کرسکتی، جس میں قرآنِ کریم نازِل ہُوا ہے۔ اُن کی زبان اگرچہ اُنہی مادوں پر گردِش کرتی تھی جن سے اُن کا روزمرّہ کا سابقہ تھا۔ لیکن اُن کے یہاں الفاظ کے ابواب اور فصل کی تعداد بے حد و اِنتہا ہے اور ہر نئے لفظ میں ایک نیا پہلو اور نئی دُنیا نظر آتی ہے۔

لُطف کی بات یہ ہے کہ کوئی لفظ اپنے مادہ کے بُنیادی معنٰی سے اَلگ نہیں ہوتا۔ زبان کی وُسعت اور جامعیّت کا یہ عالم ہے کہ صِرف اُونٹ کے لئے ۵۷۴۴ الفاظ ہیں، تلوار کے لئے (۱۰۰۰) الفاظ اور شیر کے لئے (۵۰۰) الفاظ اِستعمال ہوتے ہیں۔

ماہرینِ لسانیات بتاتے ہیں کہ سنسکرت اہلِ ہنُود کی قدیم ترین زبان ہے اور اُن کے یہاں سُورج کی پُوجا بھی ہوتی ہے۔ لیکن سُورج کے لئے اُن کے پاس صرف (۳۷) الفاظ ہیں جب کہ عربوں کے یہاں صرف شہد کے لئے (۸۰) الفاظ موجُود ہیں۔ کسی بیرونی طاقت کے زیر اثر نہ ہونے کے باعث

Marfat.com

عربوں کی زبان خالص ترین تھی۔ اُنہوں نے کسی دُوسری زبان کے الفاظ کو قبول ہی نہیں کیا تھا۔ معدُودے چند الفاظ جو اُنہوں نے عبرانی یا فارسی زبانوں سے لئے تھے اُن میں بھی جامعیت اور وسعتِ معنی کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔ عربی زبان کی جامعیت کا یہ حال ہے کہ آج بھی دُنیا کی دیگر زبانوں میں اِس زبان کے ایک لفظ کا مفہوم واضح کرنے کے لئے کئی کئی جملے بھی ناکافی ہوتے ہیں۔

گویا آج سے پندرہ صدیاں پیشتر ہی عربی زبان اِس قدر وسیع، جامع اور ہمہ گیر بن چکی تھی کہ سادہ الفاظ میں بلند ترین حقائق اور عمیق ترین نکات کا بیان صرف اِسی زبان میں ممکن تھا۔ نہ تو اُس دور میں اور نہ ہی آج کے دور میں، کوئی بھی زبان اِتنی سائنٹیفک بنیادوں کی حامل ہو سکی ہے اور نہ ہی کوئی زبان اِس قابل ہوئی ہے کہ اُس میں اِس قدر وسعتِ معنی اور ہمہ گیری ہو جتنی کہ عربی زبان میں اُس وقت تھی، جب قرآنِ کریم کا نزول ہوا...... اِس مرحلے پر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مشیّتِ اِلٰہی کی تقدیر کا وہ پیمانہ لبریز ہو چکا تھا جہاں بنی نوعِ آدم کو وہ مکمل ضابطۂ حیات عطا کیا جانا تھا، جس کے بعد انسانیت کو مزید کسی شے کی احتیاج نہ تھی۔ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (سُورۂ یٰسٓ۔ آیت ۳۸)

چنانچہ عربی زبان کی بھرپور لسانی صلاحیت اور سرزمینِ عرب کے ایک خطّے کو اِس مقصدِ عظیم کے لئے منتخب کیا گیا جہاں کی تہذیب اور سیاسی صورتِ حال سادہ ترین کیفیت میں تھی، اور اِس پر کسی طرح کا بیرونی اثر نہ تھا۔ ذرّیتِ ابراہیمؑ میں سے اُس فرد پر اِس پیغام کی رسالت و نفاذ کی ذمہ داری ڈالی گئی، جس کی امانت و صداقت پر کوئی اِختلافِ رائے نہ تھا۔ یہ فرد، ختم المرتبت حضرت

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جنہوں نے اس عظیم ترین ذمہ داری کو اس طرح بطریقِ احسن پایۂ تکمیل تک پہنچایا کہ ملائکِ ارضی و سماوی نے بھی وجد میں آ کر ربُّ العالمین سے کہا ہوگا کہ بلاشبہ تیرا یہ قول آج سمجھ میں آیا کہ:

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۳۰)

میں ہی اس بات کو جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد ۲۳ سال کی مختصر ترین مدت میں جو انقلاب برپا کیا اس کی نظیر نہ کبھی پیش کی جا سکی ہے اور نہ آیندہ کبھی پیش کی جا سکے گی۔ فتوحاتِ ارضی سے قطع نظر جو اُصول و نظریات کتابِ الٰہی اور نبی آخر الزماں ﷺ کے "اُسوۂ حسنہ" نے دُنیا کو عطا کیے اُن کا مختصر ترین الفاظ میں اگر اظہار کیا جائے تو القرآن کے الفاظ میں یوں ہوگا:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ○

(سورۃ الزمر۔ آیت ۶۹)

زمین اپنے نشو و نما دینے والے کے نور سے جگمگا اُٹھی۔

ہمارے پیشِ نظر اب وہ اسباب ہیں جو قومِ مُسلم کے زوال اور ذلت کا سبب بنے ہیں۔ "الاسلام" یا "الدین" جو اللہ نے بنی نوع آدم کو آخری اور مکمل ترین ضابطۂ حیات کے طور پر عطا کیا، پورے کا پورا القرآن میں محفوظ ہے اور اس ضابطۂ حیات کو جس ہستی ﷺ نے عملاً نافذ کر کے دکھایا اُن کا اُسوۂ حسنہ بھی اسی القرآن کے اندر ہے...... مُسلم قوم نے اپنے اوّلین دور میں تو اُن

Marfat.com

دونوں کی اَصلی ہیئت کو برقرار رکھا اور اِسی وجہ سے دُنیا میں کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل کیں، کائناتی اَشیاء کی تحقیق اور اُن کی تسخیر کے لئے بھی قدم آگے بڑھائے۔ دُنیا کی دُوسری اقوام نے اُن کی برتری تسلیم بھی کی۔ لیکن بعد میں اُنہوں نے اِس ضابطۂ حیات پر اَپنی گرفت ڈِھیلی کردی، ساتھ ہی اللہ کے آخری رسُول ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو بھی چھوڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں اُن کو زوال و اِنحطاط کا سامنا کرنا پڑا اور اَب تو ذِلّت و پستی کی اِنتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ جب کہ اللہ نے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ:

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾

(سُورۃ یُونس۔ آیت ۵۷۔۵۸)

اے بنی نوعِ اِنسان! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دِلوں کے اَمراض کے لئے شفاء آچکی ہے، یہ ہدایت اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔ کہہ دیجئے کہ یہ صرف اللہ کے فضل و رحمت کے سبب ہے چنانچہ اُس کے لئے خوشیاں مناؤ۔ یہ اُن تمام اَشیاء سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

چُنانچہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ○

(سُورۃ آلِ عمران۔ آیت ۱۰۳)

اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

Marfat.com

اَور رسُولِ کریم ﷺ کے بارے میں کہہ دیا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ○

(سُورۃُ الاحزاب۔ آیت ۲۱)

بلاشبہ تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں بہترین نمونہ حیات ہے۔

ایک عام مُسلم یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ عامۃُ المُسلِمین نے عموماً اَور مذہبی پیشوایان نے خصوصاً اِسلام کی اِن دو بُنیادوں کو کبھی فراموش نہیں کیا اَور اَب بھی اُٹھتے بیٹھتے ''قرآن وسُنّت'' کی اِصطلاح اِستعمال کرتے ہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے اللہ اَور اُس کے رسُول ﷺ کو بُھلا دیا ہے؟ لیکن مُسلِم قوم کی زبُوں حالی اَور ذِلّت وپستی زبانِ حال سے پُکار پُکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ اَیسا ہُوا ہے اَور یقیناً ہُوا ہے، وَرنہ اللہ اَیسا نہیں ہے کہ اَپنے قانُون کو تبدِیل کرڈالے..... کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں:

قرآن کا چیلنج

اَلقُرآن نے سب سے پہلے تمام نوعِ اِنسانی کو للکار کر پُکارا کہ اِس قرآن جیسی کتاب بنالاؤ خواہ تمام جنّ واِنس مِل کر یہ کام کرلیں:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

(سُورۃُ بنی اِسرائیل۔ آیت ۸۸)

کہہ دو کہ اگر تمام جنّ واِنس اِس بات کے لیے جمع ہوجائیں کہ اَیسا

Marfat.com

قرآن بنا لائیں تب بھی وہ ایسا نہیں کر سکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

یہ نہیں کر سکتے تو اِس قرآن کی دس سورتوں جیسی دس سورتیں بنا لاؤ:

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

(سُورۃ ھُود۔ آیت ۱۳)

کہہ دو کہ تم اِس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جن کی مدد چاہو لے لو، اگر تم سچے ہو۔

یہ بھی نہیں کر سکتے تو ایک ہی سورۃ بنا لاؤ:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

(سُورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۳)

اور اگر تم اِس شئے کے بارے میں اُلجھن رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو اِس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ اور اِس کام کے لئے اللہ کو چھوڑ کر اپنے حمایتیوں کو بھی بُلا لو، اگر تم سچے ہو۔

یہ کام بھی تُمہارے بس کا نہیں، چلو ایک حدیث ہی بنا لاؤ:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

(سُورۃ الطُّور۔ آیت ۳۳۔۳۴)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اِس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے، بلکہ یہ

Marfat.com

لوگ اِس طرح اِیمان والے بن ہی نہیں سکتے، تو یہ لوگ ایسی کوئی حدیث ہی بنا لائیں، اگر یہ سچے ہیں۔

اَلقُرآن کے اِس کھلے چیلنج کو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں لیکن اَدبی اور معنوی لحاظ سے آج تک اِس کا جواب کسی سے ممکن نہ ہو سکا۔ لیکن...... مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کیا کیا؟ کہا، یہ کون سا مشکل کام ہے۔ اُنہوں نے عقیدہ وضع کیا کہ وحیِ اِلٰہی کی دو قسمیں ہیں، ایک "وحیِ متلوّ" (تلاوت کی جانے والی وحی) جو کہ قرآن ہے۔ اور دُوسری "وحیِ غیر متلوّ" جو رسول اللہ ﷺ کے زائد از قرآن اَقوال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ڈھائی سو سال بعد زبانی رِوایات کو جمع کیا اور کہا کہ یہ ہے قرآن کی مِثل، قرآن کے ساتھ (مِثلُہٗ معہٗ) ...... جو دعویٰ اللہ نے بطور چیلنج پیش کیا تھا اِس کو مذہبی پیشواؤں نے توڑ کر دِکھا دیا ...... یہ مذہبی پیشوائیت کہاں سے مُسلِم قوم میں دَر آئی اور اُن کے عزائم کیا تھے؟ اِس کو بھی ساتھ ساتھ دیکھتے چلتے ہیں......

مذہبی پیشوائیت

جس زمانے میں قرآنِ کریم نازل ہوا تھا، اُس زمانے میں جو قومیں اِس اَمر کا دعویٰ کرتی تھیں کہ اُن کے پاس ضابطۂ اِلٰہی موجود ہے وہ یہودی اور نصرانی تھے۔ چنانچہ اُن کی تفریحات اور تکفیرِ دین کے رویّوں سے متعلق اَلقُرآن میں تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اُن کے غلط نظریات کی نِشاندہی کی گئی ہے اور اُن نظریات کے مُقابلے میں صحیح نظریات دِیئے گئے ہیں۔ اِسلام کے بُنیادی اَغراض و مقاصد کے بارے میں سابقون اَوّلون کے دِل و دِماغ میں کوئی اَبہام

Marfat.com

نہ تھا، اور اُن کی ہی کوششوں کے باعث دُوسری قوموں کے مظلوم افراد نے اُس دِین کو اپنانے میں بے پناہ اِشتیاق کا مُظاہرہ کیا۔ اِیران کی فتح کے بعد ساسانیوں کی صدیوں سے قائم شدہ تہذیب اور قومی شناخت کو شدید دھچکا پہنچا۔ اُن کے اکابرین اور دانش وروں نے ہوا کا رُخ دیکھ کر بظاہر تو خاموشی اِختیار کر لی، لیکن اُنہوں نے تمام علمی کاوشوں کا زور لگا دیا تا کہ وہ اپنی صدیوں سے قائم شدہ رِوایات اور قومی شناخت کے دِیگر پہلوؤں کو برقرار رکھ سکیں۔ چنانچہ اِسلام قبول کر لینے کے باوجود اُنہوں نے اپنی تمدّنی زندگی کے رَسم و رِواج کو نہ صِرف باقی رکھا بلکہ کوشش اِس بات کی کرتے رہے کہ کِتابِ اِلٰہی کی اَیسی تاوِیلات کی جائیں جس کے ذریعہ اُن کی مخصوص تمدّنی اور معاشرتی زندگی کی عادات و اطوار کو سند حاصل ہو جائے۔ اِس مقصد کے لئے اُنہوں نے مروجّہ زرتشتی مذہب کے بُنیادی تصوّرات، مثلاً خُدا، نماز، دُرود، رِسالت، عِبادت، عذاب، ثواب، قیامت وغیرہ کے تصوّراتی عقائد کو عین اِسلامی ثابت کرنے کے لئے بے پناہ علمی دلائل اور دانش ورانہ صلاحیتوں کا اِستعمال کیا۔ اِس کے عِلاوہ دورِ بنوعبّاس میں یُونان کے بہت سے فلسفیوں کی تحریروں کے عربی ترجمے کئے گئے۔ اِن سازشی عناصر نے ان فلسفیانہ تصوّرات کو بھی عام کیا تا کہ نئی نسل اِن علمی موشگافیوں سے مرعُوب ہو کر نئے تصوّرات کو قبول کر لے۔ اِن کاوِشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ خُود عربی زبان کے الفاظ یُونانی اور اِیرانی تصوّرات و عقائد میں رنگے گئے۔ دُوسری طرف شکست خوردہ یہودیوں اور نصرانیوں نے سابقُون اوّلون کی اولادوں اور نئی نسل کے نوجوانوں میں اِسرائیلی عقائد پیوست کرنے

Marfat.com

شروع کر دیئے۔ خود عربوں کی یہ حالت تھی کہ وہ عملی زندگی کے خوگر تھے اور قرآنِ کریم سے پیشتر اُن کے یہاں کسی نثری کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ دورِ نبوی ﷺ میں بھی اور خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی اُن کی زندگیوں کا محور صرف القرآن تھا۔ دورِ ازکارِ تاویلات، علم الکلام اور فلسفیانہ تصوّرات سے اُن کا کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ چنانچہ نئے اور ناپختہ ذہنوں کے مالک نئی نسل کے نوجوانوں کی آنکھیں اِن نئی تاویلات کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ اُنہوں نے نہ صرف یہودیوں اور نصرانیوں کی اِن تحریف شدہ کہانیوں کو سچ سمجھ لیا جو وہ انبیائے سابقہ کے بارے میں سنایا کرتے تھے، بلکہ ایرانی تمدّن کی شان و شوکت اور عیش و عشرت کی زندگیوں میں بھی بھرپور دلچسپی لی۔ غیروں کی یہ سازشیں اِس لئے بھی تیزی سے کامیاب ہوئیں کہ خود عربوں میں سیاسی چپقلش چل پڑی تھی اور عرب قومیّت کا ایک بُت کھڑا ہو چکا تھا۔ یہ اُن افراد کی کوششوں کا ثمرِ زہر آلود تھا جن کے مفادات کو اسلام کے غلبے کے باعث شدید نقصان پہنچا تھا۔ اُن افراد میں عرب کے رؤسا اور سردارانِ قبائل پیش پیش تھے۔ اُنہوں نے خلافتِ راشدہ کے آخری ایام میں ملوکیّت کے قیام کی راہیں ہموار کیں تاکہ اُن کی کھوئی ہوئی ساکھ بحال ہو جائے اور اُن کے مفادات کی راہ میں کوئی رکاوٹ بھی نہ حائل ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت صرف اُسی وقت ممکن ہو سکتی تھی جب دین کے حقیقی تصوّرات نگاہوں سے اوجھل کر دیئے جائیں اور اُن کی جگہ بے رُوح نام نہاد عبادات اور بے مقصد عقائد کو دے دی جائے۔ چنانچہ ایرانی دانشوروں اور یہود و نصاریٰ کی کوششوں کو تقویّت حاصل ہوئی اور

Marfat.com

وہ اپنے مقاصد میں اِس قدر کامیاب ہوئے کہ اہلِ عرب جن الفاظ کو اپنی سادہ اور خالص زندگی کی مختلف اشیاء و تصوّرات کے لئے اِستعمال کرتے تھے اُنہی الفاظ کو یونانی اور زرتشتی دیومالائی تصوّرات کے اِظہار کے لئے اِستعمال کرنے لگے۔ ساتھ ہی مال و دولت کی فراوانی اور تن آسانی کی زندگی نے اُن کو عملی جدّوجہد کی جفاکشی اور مقصدِ حیات کی بُلندی دونوں سے دُور کردیا۔ عامۃُ النّاس نے بھی اپنی عافیت اِسی میں سمجھی کہ جو آوازیں بُلند و بالا محرابوں اور دانش مندی کے بالاخانوں سے اُٹھ رہی ہیں اُنہی پر آمنا و صدقنا کہہ کر اپنے مفادات کا تحفّظ کرلیا جائے۔

تاریخ کے مُطالعے سے ہمیں یوں دِکھائی دیتا ہے کہ مُلوکیّت کے قائم ہوتے ہی جیسے کسی اَن دیکھے ہاتھوں نے عربوں کی علمی شمعیں گُل کردیں اور کوفہ و بغداد کے عجمی دانشوروں نے علمی ترقّی اور اُس کی ترویج و اشاعت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھال لی۔ نتیجہ ظاہر ہے ...... ہمارا تمام تر علمی سرمایہ کُتب جو وِصالِ نبوی ﷺ کے تقریباً ڈھائی سو سال بعد مُرتّب ہوا، اُس کے تمام مؤلّفین و مصنّفین غیر عرب تھے ...... یہ بنو عبّاس کا زمانہ تھا اور اِیرانی و یہودی دانشوروں کی کھیپ کی کھیپ بغداد، کوفہ و دمشق کی گلیوں اور کوچوں میں سرگرمِ عمل ہوچکی تھیں۔ خود شاہی خاندانوں میں خاندانِ برامکہ نے عملاً اِقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا۔ وہ جو چاہتے تھے کرگزرتے تھے اور جن نظریات کو چاہتے تھے فروغ دِلاتے تھے۔ اِسی زمانے میں عربی لُغات اور صرف و نحو کے اُصول مُرتّب کئے گئے، علمُ الکلام اور علمُ الحدیث کے فن اِیجاد کئے گئے اور کُتبِ سیر و تاریخ لکھی

Marfat.com

گئیں۔ مُصنّفین اور مؤلّفین میں انانیّت پسندی اور مصلحت اندیشیِ وقت کا جذبہ بدرجہ اُتم موجود تھا، جس کے زیرِ اثر اُنہوں نے اپنے مخصوص دور کے مُعاشرتی، مُعاشی اور تمدّنی اقدار کو عین اِسلام ثابت کرنے کے لئے ہر مُمکن تاویلات سے کام لیا۔ اِس کوشش میں اُنہوں نے عربی لِسانیات کو ایسا رنگ دے دیا جو زرتشتی اور اِسرائیلی نظریات سے ہم آہنگی اور مُطابقت رکھتی تھیں۔ اُس وقت مُخالفِ دین قوّتیں بہت مضبُوط اور مُنظّم ہو چکی تھیں اور تن آسان و سہل پسند افرادِ قوم نے بھی اپنے مُفادات اِسی میں دیکھے کہ اِن قوّتوں کی حمایت کریں۔ چُنانچہ رفتہ رفتہ زِندگی کے ہر شُعبے میں وُہی اُصول و نظریات پروان چڑھتے گئے جو قُرآنی اقدار کے مُنافی تھا لیکن قُرآنی الفاظ کو خُود ساختہ معنی اور مفہوم کا لِباس پہنا کر اِن نئے اُصول و اقدار کے لئے جواز فراہم کیا گیا۔ یہ کام اِس قدر آسان نہ تھا بلکہ مُنظّم و مربُوط سازشوں کا جال پھیلایا گیا اور بات بات پر قالَ قالَ رسُول اللہ ﷺ کہنے والوں کا ایک جمِّ غفیر تیّار کیا گیا۔ اِس طرح غیر قُرآنی اقدار اور عربی لِسانیات کو نیا رنگ دینے کے ہر طریقے کو رسُولِ اکرم ﷺ کا قول ثابت کرنے کی بھرپُور کوشش کی گئی۔ اِس پُرزور سیلابِ بلا کے آگے بند لگانے کی کوششیں بھی لازما ہوئیں، لیکن پانی سر سے اِتنا اُونچا گُزر رہا تھا کہ ہر مُثبت کوشش تِنکوں کا ڈھیر بن کر بہہ گئی۔ بعد کی نسل نے اِن خُود ساختہ عقائد و معنی پر مُہرِ تصدیق ثبت کردی اور یہ عقیدہ راسخ کر دیا گیا کہ یہ سب فرمانِ رسُول ﷺ اور فرمانِ صحابہؓ ہیں جن سے سرتابی اور اِختلاف کی کوئی گُنجائش نہیں۔ اُس وقت سے آج تک اہلِ عرب بھی الفاظِ قُرآنی کا وُہی مفہوم لیتے ہیں جو عجمی فلسفیوں

Marfat.com

اور دانشوروں نے مُتعین کر دیا تھا، اِس سے اَلگ ہو کر وہ بھی نہ کچھ سوچ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اِس طرح اَلقرآن کو ''مہجور'' یعنی خُود ساختہ نظریات کا پابند بنا کر رکھ دِیا گیا ہے۔ بہلاوے اور تسلّی کے لیے ''تجوِید، حُسنِ قرأت، ناظرہ'' وَغیرہ کی اِصطلاحات وضع کر لی گئی ہیں تا کہ یہ بدنصیب قوم اِن گردابوں میں پھنسی رہے اور گا گا کر اور جھوم جھوم کر اِس کتابِ عظیم کو پڑھتی رہے اور اِس کے مقصد و مفہوم تک رسائی کی کبھی کوشش نہ کرے۔ عربی لِسانیات کے مُطابق زمانہ نُزولِ قرآن میں ''مہجور'' اُس اُونٹ کو کہتے تھے جس کے چاروں پاؤں باندھ کر اُسے حرکت کرنے سے روک دِیا گیا ہو۔ اَلقرآن کی حرکت اور اِرتقاء کو بھی اِسی طرح ''مہجور'' بنا دِیا گیا۔

مہجورِ قرآن

کیا واقعی مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے اَلقرآن کو خُود ساختہ نظریات کا پابند یعنی ''مہجور'' بنا دِیا؟ اِس اَمر کا ثبوت خُود قرآن میں موجود ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۞٣٠

(سُورۃ الفرقان۔ آیت ۳۰)

اور رسول ﷺ کہیں گے کہ اَے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اِس قرآن کو مہجور بنا رکھا تھا۔

اِس مقصد کے لیے کیا یہ گیا کہ اَلقرآن کے تمام بُنیادی اُصول و نظریات کو تبدیل کر دِیا گیا اور اِسلام کو محض چند رسُومات کا مجموعہ بنا کر پیش کیا گیا۔ اَلقرآن کا 'اللہ'، 'خُدا' میں بدلا گیا جس کا تصوّر ایک مُطلق العنان اور قواعد و

Marfat.com

قوانین سے بے پروا ایک شہنشاہ کی مانند ہے۔ القرآن کی 'صلوٰۃ'[1] 'نماز' سے بدل لی گئی جو قائم نہیں کی جاتی بلکہ پڑھی جاتی ہے۔ القرآن کے وسیع نظامِ 'زکوٰۃ' کو ڈھائی فیصد کی بھیک میں تبدیل کیا گیا۔ مختصر یہ کہ ایک ایک قرآنی شق کے تصوّرات و مفاہیم کو تبدیل کر کے پورے القرآن کو 'مہجور' بنا دیا گیا۔ اس کے عطا کردہ 'الدین' کو 'مذہب' میں بدل ڈالا گیا۔ اس طرح 'اسلام' ایک عملی نظامِ حیات کی بجائے چند بے نام عقائد اور خوش فہمیوں کے تقدّسات کا مجموعہ بن کر رہ گیا۔ اس پر بھی بس نہ ہوا تو مسلم قوم پر آخری ضربِ کاری ''تصوّف'' کے عقائد کی لگائی۔ جس کے نتیجے میں رہبانیت اور الحاد نے جنم لیا۔ ایسے ایسے دوراز کار یونانی، ایرانی اور ہندوی فلسفیانہ تصوّرات کے زہریلے انجکشن اس قوم کو لگائے گئے کہ اب اس کا جان بر ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

---

[1] **صلوٰۃ:** قرآنِ کریم کی ایک خاص اصطلاح ''اقامت صلوٰۃ'' ہے جس کے عام معنی نماز قائم کرنا یا نماز پڑھنا کئے جاتے ہیں۔ لفظ صلوٰۃ کا مادہ (ص-ل-و) ہے، جس کے بنیادی معنی کسی کے پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ میں قوانینِ خداوندی کے اتباع کا مفہوم شامل ہو گا۔ بنابریں، اقامت صلوٰۃ سے مفہوم ہوگا۔ ایسے نظام یا معاشرہ کا قیام جس میں قوانینِ خداوندی کا اتباع کیا جائے۔ یہ اس اصطلاح کا وسیع اور جامع مفہوم ہے۔ نماز کے اجتماعات میں قوانینِ خداوندی کے اتباع کا تصوّر، محسوس اور سمٹی ہوئی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ اس لئے قرآنِ کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبّر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر ''اقامت صلوٰۃ'' سے مراد اجتماعاتِ نماز ہیں اور کس مقام پر ''قرآنی نظام یا معاشرہ کا قیام۔'' (ادارہ)

Marfat.com

اَرض و سَماء کی تحقیق

دُوسری قوموں نے تو اَلقرآن کے سماجی اور اِقتصادی اُصولوں کو براہِ راست نہیں اپنایا بلکہ مُشاہدات و تجربات یا (Trial and Error) کی بُنیاد پر علم و عقل کی روشنی میں چند ایک ایسے اُصولوں پر چل رہے ہیں جو قُرآنی اُصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اُن کے معاشرے میں چند خوشگوار پہلو اِنہی اُصولوں کے باعث نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اِسی سلسلے میں کہا ہے کہ

ہر دو اَمیرِ کارواں، ہر دو بہ منزلے رساں
عقل بہ حیلہ می بُرد، عشق بُرد کشاں کشاں

یعنی دونوں ہی کاروانِ اِنسانیّت کی رہنمائی کرکے اُن کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، فرق اِتنا ہے کہ عقل مشاہدات اور تجربات کی بُنیاد پر یہ کام کرتی ہے جب کہ عشق یا اِیمان ایک ہی جست میں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ دُنیا کی دِیگر اقوام نے ارض و سماء میں موجود اللہ کی نشانیاں (آیاتِ اِلٰہی) پر محنت کرکے مادّی ترقّی حاصل کرلی ہے اور اب وہ اِس راہ میں مُسلسل آگے ہی بڑھتے چلے جارہے ہیں، بلکہ اِس مخصوص راہ میں وہ دُنیا کی اِمامت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ مُسلِم قوم نے یہ بھی نہیں کیا، جب کہ اَلقرآن نے واضح طور پر کہا ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ

Marfat.com

لَكُمُ الْأَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۗ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

(سُورۃ ابراہیم۔ آیت ۳۲ تا ۳۴)

اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور بلندی سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ پھل اُگائے جو تمہارا رزق ہیں۔ اور اس نے تمہارے لئے کشتی کو مسخر کر دیا جو اُس کے حکم سے پانی پر رواں دواں رہتی ہے، اور تمہارے لئے اُس نے دریاؤں کو مسخر کر دیا۔ پھر تمہارے لئے اُس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں اور اُس نے تمہارے لئے دن اور رات کو مسخر کر دیا۔ اُس نے تمہیں ہر وہ کچھ عطا کیا جس کی تم نے خواہش کی۔ اگر تم اُس کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو نہیں کر سکتے، بلاشبہ انسان کی سرشت میں بے انصافی اور ناشکرا پن ہے۔

دُوسرے مقام پر ارشادِ الٰہی ہے کہ

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ
عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾

(سُورۃ لقمان۔ آیت ۲۰)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں میں موجود ہر شَے کو تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے اور اِس طرح اپنی تمام ظاہری اور پوشیدہ

Marfat.com

نعمتوں سے تمہیں نوازا ہوا ہے۔ پھر انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو بلا علم، ہدایت اور روشن کتاب کے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔

اس طرح کی آیات القرآن میں بے شمار جگہوں پر موجود ہیں جہاں اللہ نے بڑے فخریہ انداز میں اپنی تخلیق ارض و سماوات کا تذکرہ کیا ہے۔

علماء کون ہیں؟

القرآن نے علماء کا لفظ انہی لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے جو آسمانوں اور زمین اور اُن میں موجود اشیاء پر غور و فکر کرتے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

(سورۃ الروم۔ آیت ۲۲)

اور اُس کی نشانیوں میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے، اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی، بلاشبہ اس میں عالمین کے لئے نشانیاں ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَاۗبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰۗؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

(سورۃ فاطر۔ آیت ۲۷۔ ۲۸)

Marfat.com

کیا تُم نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے، جس سے مُختلف رنگوں کے پھل اُگتے ہیں، پھر پہاڑوں میں مُختلف حصّے ہیں، کوئی سفید، کوئی سُرخ اور کوئی گہرا سیاہ، مُختلف رنگوں کے۔ اِسی طرح اِنسانوں، جانوروں اور چوپایوں میں بھی مُختلف رنگ ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے وُہی خشیّتِ اِلٰہی رکھتے ہیں جو عُلماء ہیں، بلاشُبہ اللہ عزیز و غفُور ہے۔

اِسی طرح سُورۃُ آلِ عِمران کی آیت ۱۹۱ میں اَلقُرآن نے اُن لوگوں کو 'اُولُوالاَلباب' (تیزفہم) کہا ہے جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر وقت اَرض و سماء کی تخلیق پر غور وفکر کرتے ہیں۔ اَلقُرآن نے عُلماء کی یہ تعریف بیان کی اور اُس کے بالکُل برخِلاف مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے یہ نام اُن لوگوں کو دے دِیا جو زیادہ سے زیادہ حوالے (References) یاد رکھتے ہیں اور خُود کو لائبریری بنا لیتے ہیں۔ اِس طرح لُغت ہائے حِجازی کے قارُون بن جاتے ہیں۔ اُن کی نہ اَپنی کوئی رائے ہوتی ہے اور نہ کوئی قُوّتِ تخلیق۔ ہر مسئلے کے بارے میں وہ بِلا تکان مُختلف گُزرے ہُوئے لوگوں کی رائے اور فیصلے سُنانا شرُوع کر دیتے ہیں۔ عُلماء کی تعریف بدل ڈالنے کے باعث آج ہم دُنیا کی پست ترین قوم ہیں اور دُنیا کی اِمامت کرنے کے لئے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے اُن سے بالکُل محرُوم ہیں۔

حلال اور حرام

یہ بات سب جانتے ہیں کہ حلال و حرام کا تصوّر صرف کھانے پینے کی

Marfat.com

اَشیاءَ تک محدُود نہیں بلکہ زِندگی کے ہر سَماجی اور اِقتِصادِی رَوِیّوں سے تعلُّق رکھتا ہے۔ اَلقُرآن نے اِنسَان کو سَادَہ اور آسَان سے بُنیادی اُصُول ونَظَریات دِیئے اور اَرضی مَوت کے بعد دوبارہ زِندگی پانے کے اِیمان کو اِن اُصُول ونظریات کی بُنیاد بنَایا تاکہ لوگ ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی فِطری خواہش کی تسکِین، خیر کے کاموں میں حاصِل کریں۔ (فَاستَبقُو الخَیرات) اور اَپنے تقویٰ کے لِحَاظ سے مدارِج حاصِل کریں۔ اِن حلال وحَرام، جائز وناجائز کے چند بُنیادِی گوشے اَلقُرآن نے بیَان کردِیئے اور باقِی اَعمَال وافعالِ کے لئے مُشاوِرت کا حُکم دے دِیا۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ

(سُورۃُ آلِ عمران۔ آیت ۱۵۹)

اور اُن سے معَاملات میں مشورہ لیا کرو۔

مُسلِم اُمّت کو زیادہ سوالات کرنے سے منع کیا گیا، اِرشادِ اِلٰہی ہوا۔

اَمْ تُرِيدُونَ اَنْ تَسْئَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ۝۱۰۸

(سُورۃُ البقرۃ۔ آیت ۱۰۸)

کیا تم چاہتے ہو کہ اَپنے رَسُول (ﷺ) سے اِسی طرح سوالات کرو جس طرح اُس سے پہلے موسیٰ سے کیا گیا تھا۔ تو جو شخص کُفر سے اِیمان کو بدل ڈالے تو وہ توسیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

اِس سے زیادہ سخت تنبیہ کے طور پر اِرشادِ اِلٰہی ہوا کہ

Marfat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ
وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

(سُورۃُ المائدہ۔ آیت ۱۰۱۔۱۰۲)

اَے اِیمان والو! اَیسی باتیں نہ پُوچھا کرو کہ اَگر بتا دِی جائیں تو تُم کو ناگوار گزریں، اَگر تُم سَوالات کرتے رہو گے تو اَبھی قُرآن نازِل ہو رہا ہے اَور وہ بتا دِی جائیں گی، اللہ تُمہیں اِس کے لئے مَعاف کرے، کیوں کہ اللہ غَفُور ورَحیم ہے۔ تُم سے پہلے بھی لوگوں نے اَیسے سَوالات کیے تھے اَور جَواب نہ پائے تو اِنکار کر بیٹھے۔

چُنانچہ جن اُصُول ونَظَرِیات کی تَعلِیم قُرآن دیتا ہے اُن پر عَمَل دَرآمد کے طَرِیقے اَور جُزئی تَفصِیلات اُمّتِ مُسلِمہ کو باہمی مُشاوَرت کے ذَرِیعہ طے کرنے تھے۔ اُن مُشاوَرتوں میں صِرف دو باتیں لِحاظ کے قابِل تھیں۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

(سُورۃُ الجاثیہ۔ آیت ۲۲)

اللہ نے اَرض وسَماوات کی تَخلِیق حَق کے ساتھ کی ہے تاکہ ہر نَفس کو اُس کے کیے کا بَدلَہ مِل جائے اَور اُن کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔

وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ

(سُورۃُ الرَّعد۔ آیت ۱۷)

اَور جو شَے اِنسانوں کے لئے فائدہ مَند ہے وُہی زَمِین پر رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ زمانہ مُستقل اِرتقائی منازل طے کر رہا ہے اور اُس کے احوال وظروف بھی مُسلسل تبدیل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ایک زمانے میں بنائے ہوئی جزئی تفاصیل دُوسرے زمانے میں قابلِ نفاذ نہیں رہ سکتیں۔ زمانہ کبھی پیچھے کی سمت سفر نہیں کرتا۔ اِسی وجہ سے القرآن نے تقلیدِ آباء کی شدت سے مخالفت کی ہے۔ اِرشادِ الٰہی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾

(سُورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۷۰)

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اِس چیز کا اِتباع کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کا اِتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے، خواہ اُن کے آباء واجداد نہ تو کسی شئے کا عقل رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پر رہے ہوں۔

اِنسانی زندگی کے سماجی واِقتصادی مُعاملات میں حلال وحرام کی تفاصیل مُتعیّن کرنے کا اِختیار اللہ نے صرف اور صرف اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾

(سُورۃ النّحل۔ آیت ۱۱۶)

اور جو تُمہاری زبانیں یُونہی جھوٹ بیان کردیتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ

Marfat.com

حَرَام ہے تا کہ اللہ پر بُہتَان محض بَاندھو، اَیسی بَات مَت کِیا کرو۔ بِلاشُبہ اللہ پر جھُوٹی تُہمت لگَانے وَالے فلَاح نہیں پاتے۔

اَلقُرآن کِسی کو یہ اِختیار نہیں دیتا کہ وہ حَلال وحَرام کی تفَاصِیل بیَان کرتا پھرے۔ اِرشَادِ اِلٰہی ہے کہ:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

(سُورۃ یُونُس۔ آیت ۵۹)

کہہ دو کہ کیا تُم غور کرتے ہو کہ اللہ نے جو کچھ تُمہارے لئے بطور رِزق نازِل کیا ہے تُم اُس میں سے کِسی کو حَرام قرار دیتے ہو اور کسی کو حلَال۔ اُن سے پُوچھو کہ کیا اللہ نے تمہیں اِس کی اِجازت دے رکھی ہے یا تُم اللہ پر اِفترَاء باندھتے ہو۔

اِس حُکمِ قُرآنی کی صَرِیح خِلاف ورزی کرتے ہوئے مُسلم قوم کی مَذہبی پیشوَائیّت نے فِقہ اور مَسلک کے نَام پر اِن تفَاصِیل کو لِکھا اور متعیّن کر دِیا۔ یہ قوانینِ اِلٰہی سے بغَاوت ہے چُنانچہ نتیجہ ہمارے سَامنے ہے۔

فرقہ بندی

اَلقُرآن نے تفرقہ بَازِی (مَذہبی اور سیَاسی گروہ بندی) کو فِرعونی اَعمَال، شرک اور کُفر قرار دیا ہے۔ فِرعونی طرِیقہ:

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

Marfat.com

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٤﴾

(سُورۃُ القصص۔ آیت ۴)

بلاشبہ فرعون زمین پر بہت سرکش ہو گیا تھا اور اُس نے وہاں کے باشندوں کو گروہ در گروہ کر رکھا تھا اور ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا، اُس کے بیٹوں کو ذبح کروا دیا کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، واقعتاً وہ فسادی تھا۔

فرقہ پرستی

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾

(سُورۃُ الروم۔ آیت ۳۱۔۳۲)

اُسی کی طرف رجوع کیے رہو اور تقویٰ اختیار کرو، صلوٰۃ قائم کرو اور مُشرکین میں سے نہ ہو جانا۔ یعنی اُن لوگوں میں سے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور گروہ در گروہ ہو گئے، ہر فرقہ اُسی پر فرحاں ہے جو اُس کے پاس ہے۔

کفر

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ

Marfat.com

اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

(سُورۃُ آلِ عِمران۔ آیت ۱۰۵۔۱۰۶)

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے تفرقہ کیا اور باہم اِختلاف کیا جب کہ واضح احکام آ چکے تھے، اور اُن کے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ اُس روز جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے اُن سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا تھا تو آج تم اپنے کفر کرنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔

رسول ﷺ سے قطع تعلق

القرآن نے فرقہ بندی کو صرف اُسی حد تک بُرا نہیں کہا بلکہ اپنے رسول ﷺ سے صاف صاف کہہ دیا کہ جن لوگوں نے دین میں تفرقہ بازی کی اُن سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ
اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

(سُورۃُ الانعام۔ آیت ۱۶۰)

بلاشبہ جن لوگوں نے دین میں تفرقہ کیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تمہارا اُن سے کوئی تعلق نہیں، اُن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر وہ اُن کو اُن کا کیا ہُوا جتلا دے گا۔

وضعی جواز

اِس حقیقت کے باوجود کہ مُسلِم قوم کی اکثریّت کا ایمان ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ سے زیادہ سے زیادہ محبت اور تعلق ہی اُن کے دین کی بنیاد ہے۔ اسی قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ مختلف عقائد و اعمال کو بنیاد بنا کر اُمت کے گروہ در گروہ بنا دیئے۔ انہوں نے حسبِ توفیق قرآن کی تمام تعلیمات کے برعکس دعویٰ کیا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوں گے اور اُن میں سے ایک نجات یافتہ ہو گا (معاذ اللہ) آج تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا فرقہ 'ناجی' ہے، کیوں کہ ہر ایک فرقہ اسی خوش فہمی میں ہے کہ وہی 'ناجی' ہے (كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ)، کیا یہ تصوّر کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی قرآن کے خلاف کوئی بات کہیں گے؟

جب کہ القرآن میں اللہ کا واضح اِرشاد ہے کہ

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾

(سورۃ الحاقہ۔ آیت ۴۴ تا ۴۷)

اور اگر یہ رسول (ﷺ) ہماری طرف سے کوئی اور بات کہتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم اُن کی رگِ جان کاٹ ڈالتے، اور تم میں سے کوئی اُن کو بچانے والا نہ ہوتا۔

مسجدِ ضرار

القرآن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیا کہ تم اُس "مسجدِ ضرار"

Marfat.com

میں کھڑے تک نہ ہونا جو تفرقہ کے لئے بنائی گئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

(سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۰۷۔۱۰۸)

اور وہ لوگ جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے ایک مسجد بنائی ہے تاکہ کفر کریں اور مومنین میں تفرقہ ڈالیں اور اس طرح ان لوگوں کے لئے کمین گاہ بنائیں جو پہلے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ کر چکے ہیں، اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم سوائے بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں رکھتے، لیکن اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں (اے رسول) تم اس میں کبھی کھڑے تک نہ ہونا۔ ہاں، وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس بات کا حق رکھتی ہے کہ اس میں قیام کیا جائے، اس میں ایسے افراد ہیں جو پاکیزہ اطوار والے ہیں اور اللہ تو پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک اور مقام پر القرآن نے کہا۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ ﴿۱۸﴾

(سورۃ الجن۔ آیت ۱۸)

Marfat.com

اور مساجد تو اللہ کے لئے ہیں چنانچہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

یہ تو القرآن کے احکام تھے، مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کرۂ ارض پر کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی جو صرف اللہ کے نام پر ہو اور جہاں تفرقہ بازی نہ ہوتی ہو...... غرض القرآن کے ہر اصول، ہر نظریئے سے بغاوت کی گئی، اُس کے ہر حکم کے برخلاف عمل کیا گیا، اُس کے دیئے ہوئے ہر تصور کو بدل ڈالا گیا، اور اِس کے باوجود دعویٰ ایمان کا! دعویٰ اسلام کا!! یا للعجب!!!

غیر نصابی سرگرمیاں

القرآن نے پچھلی اُمتوں کے قصے بیان کرنے کے بعد کہا کہ

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۴۱)

یہ اُمتیں تھیں جو گزر گئیں، اُن کے اعمال اُن کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، تم سے ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ اُن لوگوں نے کیا کیا تھا۔

دوسرے مقام پر القرآن نے واضح کر دیا کہ

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ

(سورۃ الانعام۔ آیت ۱۶۵)

اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اُسی کے لئے ہوتا ہے، اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

Marfat.com

اَلقُرآن نے نامۂ اعمال کو "اَلکِتٰب" کہہ کر پکارا ہے، یعنی ہر فرد کے اعمال کا تحریری ریکارڈ۔ اِس پر لوگ حیرت کریں گے کہ اُس میں تو کوئی عمل لکھنے سے رہا ہی نہیں۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ

(سُورۃُ الکہف۔ آیت ۴۹)

اور نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اُس سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ جس نے چھوٹی بڑی کوئی بات لکھنے سے نہ چھوڑی۔

پُورے اَلقُرآن میں کہیں بھی یہ تذکرہ نہیں کہ کوئی شخص اِس اَمر کا مُکلّف ہو گا کہ وہ اپنے اسلاف کے بارے میں کوئی خاص عقیدہ یا نظریہ قائم کرے، اور اُن کے باہمی نزاع اور اِختلاف کو زیرِ بحث لاکر اُمّت میں اِنتشار پیدا کرے۔ اَلقُرآن کے مُطابق ہر شخص صرف اپنے اَعمال کا ذِمہ دار ہے۔ پچھلے لوگوں نے کیا کیا تھا، اِس بات سے اُس کا کوئی تعلّق نہیں۔ مُسلم قوم کے پیشوایانِ مذہب نے ہر ہر قدم پر اَسلاف کے بُت تراشے، کہانیاں گھڑیں اور خود ساختہ جواز بنا کر مُسلم قوم کو آپس میں ٹکرا ٹکرا کر اُن کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ جن اُمور کو اَلقُرآن نے خارج اَز نِصاب (Out of Syllabus) قرار دے دیا تھا، اُن پر موٹی موٹی کتابیں لکھی گئیں۔ سقیفہ بنُو سعد کا قِصّہ، جنگِ

Marfat.com

جمل، 'جنگِ صفّین'، 'قصہ کربلا' وغیرہ وغیرہ۔ غرض کہ ایک پر ایک بُت تراشے گئے مُسلم قوم کو اُن کا اَلگ اَلگ پُجاری بنایا گیا۔ نتیجہ اِن باتوں کا یہ نِکلا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی ہدایات وتعلیمات کے مطابق اِسلامی اِنقلاب برپا کرنا، دُنیا کی دیگر اقوام کے سامنے اِنسانی فلاح وترقی کا صحیح صحیح لائحہ عمل پیش کرنا اور اِس طرح دُنیا کی اِمامت کرنا جو کہ مُسلم قوم کا اَصلی اور بُنیادی فریضہ تھا، وہ گزشتہ کئی صدیوں سے مُسلم قوم کے حیطۂ تصوّر میں ہی نہیں آپاتا۔ اللہ نے مومنین کو "شُھَدَاءَ عَلَی النَّاس" (نوعِ اِنسان کا رہبر ونگران) بننے کی ذِمہ داری عطا کی تھی۔ وہ اِتنی بڑی ذِمہ داری تو کیا سنبھالتے، خود دُوسری قوموں کے محتاج اور دستِ نگر بن کر رہ گئے۔

کیا عقل کا استعمال حرام ہے؟

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے لوگوں کی زبانیں بند کرنے کے لئے ایک تصوّر عام کیا کہ "دِین میں عقل کا اِستعمال حرام ہے"، "عقل" کیا ہے؟ ایک طاقت یا صلاحیت جو حواسِ اِنسانی کے ذریعہ حقائق کو معلوم کرتی ہے۔ اَلقرآن نے اُن لوگوں کو جہنمی قرار دیا ہے جو اِن حواس کا اِستعمال نہیں کرتے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾

(سُورۃ الاعراف۔ آیت ۱۷۹)

Marfat.com

اور جن وانس میں سے ایک کثیر تعداد اُن کی ہے جو جہنمی ہیں، یہ وہ ہیں جن کے دِل ہیں لیکن وہ اِن سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے، اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ اُن کے کان ہیں جن سے وہ سُننے کا کام نہیں لیتے۔ یہ لوگ چوپائے کی مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے، یہی لوگ غافل ہیں۔

اہلِ جہنم بھی یہی کہیں گے:

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾

(سورۃ الملک۔آیت ۱۰)

اگر ہم سُنتے یا عقل سے کام لیتے تو اہلِ جہنم میں نہ ہوتے۔

القرآن ایک جگہ کہتا ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۗ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

(سورۃ یٰس۔آیت ۶۰ تا ۶۲)

اے آدم کی اولاد! کیا ہم نے تُم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تُم شیطان کی بندگی نہ کرنا، وہ تُمہارا صریح دُشمن ہے، بلکہ تُم میرے بندے بن جاؤ، یہی صراطِ مستقیم ہے۔ اور جب کہ وہ تُم میں سے ایک کثیر تعداد کو پہلے بھی گمراہ کر چکا ہے، تو تُم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے۔

مومنین کی جماعت کے بارے میں القرآن کہتا ہے کہ:

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾

(سُورۃُ الفرقان۔ آیت ۷۳)

اور وہ ایسے ہیں کہ جب اُن کے سامنے اُن کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اُن پر بھی بہرے اور اندھے بن کر نہیں گر پڑتے۔

خود اپنے بارے میں القرآن کہتا ہے کہ:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

(سُورۃُ محمدؐ۔ آیت ۲۴)

بھلا یہ لوگ القرآن میں تدبر نہیں کرتے یا اُن کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

اِس طرح کی آیات القرآن میں جگہ جگہ موجود ہیں جن میں غور فکر کرنے اور عقل و حواس کو اِستعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے، صاف معلوم ہوتا ہے کہ مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے محض اپنی مقصد براری اور چودھراہٹ کو برقرار رکھنے کے لئے 'عقل' کو شجرِ ممنوعہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اُن سے بھی دس قدم آگے بڑھ کر عقل وفکر کے اِستعمال پر ایک کاری ضرب 'اہلِ تصوّف' یا 'اہلِ طریقت' کے نام لیواؤں نے لگائی۔ اُن کے یہاں حواسِ اِنسانی سے کام لینا اور علم و عقل کی روشنی میں حقائق کا اِدراک کرنا قطعی حرام ہے۔ یُونانی فلسفے کے مُطابق اُن کا ایمان بھی اِسی بات پر ہے کہ دُنیائے موجود ایک سراب ہے اور ترکِ دُنیا ہی اصلِ دین ہے۔

Marfat.com

سحر کی کتاب

اَلقُرآن نے بار بار کفّار کے اِس بے بُنیاد اِعتراض کو رَدّ کیا ہے جس میں وہ اِس کتاب کو 'سحر' قرار دیتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

(سُورۃُ سبا۔ آیت ۴۳)

اور جب حق آ پہنچا تو کفر کرنے والوں نے کہا کہ یہ ایک کھلے سحر کے سوا کچھ نہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

(سُورۃُ الزُخرُف۔ آیت ۳۰)

اور جب اَلحقّ آ پہنچا تو کہنے لگے کہ یہ تو سحر ہے ہم اِس کو نہیں مانتے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾

(سُورۃُ الاحقاف، آیت ۷)

اور جب ہماری واضح آیات اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو کُفّار اِس اَلحقّ کے بارے میں جو اُن کے پاس پہنچا ہے کہتے ہیں کہ یہ تو کُھلا سحر ہے۔

اَلقُرآن نے فیصلہ دِیا کہ:

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾

(سُورۃُ یُونُس۔ آیت ۷۷)

اور ساحر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

مُسلِم قوم نے بالاتِّفاق قرآن سے ہی 'جادوئی ٹونے' بنا ڈالے۔ اِس کے جُملوں کو بے دریغ ویدوں کے 'منتر' کے طور پر اِستعمال کیا۔ عقیدہ وضع کیا گیا کہ اللہ کے کلام میں بڑی طاقت ہے۔ حالانکہ دُوسری اَقوام نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو اِسی طرح 'بڑی طاقت' کے طور پر اِستعمال کیا ہُوا ہے۔ اِس طرح قُرآن کو بھی ایک عام مذہبی جنتر منتر کی کتاب بنا کر رکھ دیا گیا تا کہ اِس میں موجود اِنقلابی پیغام پر کِسی کی توجّہ نہ جائے...... اور اَب تو اِس قسم کے 'ساحرانہ کرشمے' سیکولر ذہنیت کے دہریوں کے یہاں بھی عام ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اَب اَلقرآن کی کوئی اِنفرادیّت ہی نہ رہی۔ اِن باتوں کے بالکل برعکس اَلقُرآن نے خود اَپنے بارے میں وضاحت کر دی تھی کہ یہ معجزات اور کرامات دِکھانے والی کتاب نہیں ہے۔

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾

(سُورۃُ الرّعد۔ آیت ۳۱)

اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اُس کے ذریعہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹائے جاتے یا اُس کے ذریعہ زمین تیزی کے ساتھ طے کی جا سکتی یا اُس کے ذریعہ مُردوں سے باتیں کرائی جا سکتیں (تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ

Marfat.com

تمام اُمور صرف اللہ کے لئے ہیں۔ کیا اب بھی ایمان والوں کو اِس بات میں دِل جمعی نہیں ہُوئی کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام نوعِ انسانی کو ہدایت دے دیتا۔ اور کفر کرنے والوں کی تو یہ حالت ہوتی ہی ہے کہ اُن کے کردار و عمل کے سبب اُن پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا ہی رہتا ہے یا اُن کے قریب کے لوگوں پر، یہ کچھ تو ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے گا، کیوں کہ اللہ اَپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

مُردوں پر قرآن پڑھنا

قُرآن نے کہا کہ یہ کِتاب زِندہ لوگوں کے لئے ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝۶۹
لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۰

(سُورۃُ یٰسٓ۔ آیت ۶۹۔۷۰)

اور ہم نے رَسُول (ﷺ) کو شاعری نہیں سِکھائی اور نہ ہی یہ اُس کے شایاں ہے، یہ تو سِوائے اِس کے اور کچھ نہیں کہ نصیحت اور واضح قُرآن ہے جس کے ذریعہ اُن کو اَنجام کی آگاہی دی جاتی ہے جو زِندہ ہیں تاکہ کافروں پر حُجت تمام ہو جائے۔

اَلقُرآن مُردوں کے لئے ہے ہی نہیں

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۸۰

(سُورۃُ النَّمل۔ آیت ۸۰)

Marfat.com

آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز دے سکتے ہیں، جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔

اَلقُرآن نے وَاضح طور پر کہا کہ قبروں میں پڑے ہُوئے مُردوں کو کچھ سُنایا نہیں جا سکتا:

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾

(سُورۃُ فاطر۔ آیت ۲۲)

اور زِندہ لوگ اور مُردے یکساں نہیں ہو سکتے، بِلاشُبہ اللہ جِسے چاہتا ہے سُنوا دیتا ہے اور آپ اُن کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

قبر پرستی 'اہلِ القبور' کو ماننے والوں کے بارے میں اَلقُرآن نے کہا کہ:

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤﴾ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿٦﴾

(سُورۃُ الاحقاف۔ آیت ۴ تا ۶)

کہہ دو کہ تُم نے اُن کو دیکھا ہے کہ جن کو تُم ماسوائے اللہ کے پُکارتے ہو کہ اُنہوں نے زمین کی کوئی شئے تخلیق کی ہو یا آسمانوں میں اُن کا کچھ

Marfat.com

سا جھا ہے؟ میرے پاس لے کر آؤ کوئی کتاب جو اِس سے پہلے کی ہو یا کوئی اور مضمون منقول، اگر تم سچے ہو۔ اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو پکارے جو قیامت تک اُس کا کہنا نہ مانے، بلکہ وہ تو اُن کی پکار سے بھی بے خبر ہوں۔ اور جب سب انسان جمع کیے جائیں تو اُن کی عبادت کا ہی انکار کر دیں۔

دُوسرے مقام پر اَلقرآن کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾

(سُورۃُ النحل۔ آیت ۲۰۔۲۱)

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہیں وہ کسی شے کی تخلیق نہیں کر سکتے، وہ تو خود مخلوق ہیں، لاشے ہیں، بے جان! اُنہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

یہ سب کچھ اَلقرآن نے کہا، مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے اس کے برخلاف اَلقرآن کو مُردوں پر پڑھنے کے لئے مختص کر دیا اور اِس سے بھی آگے بڑھ کر اہلِ طریق نے اہلِ القبور کو اپنی حاجت براری کے لئے پکارنا بھی عین اِسلام بنا دیا۔ اِس قسم کی اور بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مُسلم قوم نے بالعموم اور اِس قوم کی مذہبی پیشوائیت نے بالخصوص اَلقرآن کے احکام و ہدایات کے بالکل برعکس نہ صرف نظریات بنا لئے ہیں بلکہ اُن کا ہر اُٹھنے والا قدم اُن کو قرآن سے دُور، اور دُور لئے جا رہا ہے۔ اَلقرآن کا

Marfat.com

اِستعمال اَب مختلف لحنوں میں سُروں کے ساتھ پڑھنا، رٹ رٹ کر حفظ کرنا اور مُردوں کو ثواب پہنچانا رہ گیا ہے......

اُسوۂ حسنہ

اِسلام کی ایک 'بنیاد' 'القرآن' کے ساتھ مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے جو سلوک کِیا، اِس کا تو ہم نے ایک اجمالی جائزہ لے کر دیکھ لیا۔ اَب ہم 'الدِّین الاِسلام' کی دُوسری 'بنیاد' یعنی رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم کے "اُسوہ حسنہ" کے چند خصوصی پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے اُس کی کیسی تصویر کشی کی ہے...... مُسلِم قوم کے علمی رُجحان کے مُطابق تاریخ اور رِوایات مُرتّب کرنے والوں نے "اُسوہ حسنہ" کو رسولِ اکرم صلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم کی سوانح حیات کا مُترادِف بنا دِیا ہے۔ جب کہ القرآن میں "اُسوہ حسنہ" کا حوالہ حضرت اِبراہیمؑ اور ختمی مرتبت محمد ﷺ دونوں کے لئے اِستعمال ہُوا ہے۔ بلکہ حضرت اِبراہیمؑ کے صحابہ کرامؓ کے "اُسوہ حسنہ" کا تذکرہ بھی کِیا گیا ہے۔ القرآن نے سوانح حیات کسی کی نہیں بیان کی ہے بلکہ حضرت اِبراہیمؑ اور اُن کے صحابہ کرامؓ کی اِس جدّوجہد کی تصویر کشی کی ہے جو اُنہوں نے باطل قوتوں کے مقابلے میں سر انجام دِیں۔ اِسی ضمن میں القرآن نے حضرت نوحؑ، ھودؑ، اِدریسؑ، یونسؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، شعیبؑ، موسیٰؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کی زندگیوں کے اُن گوشوں کو تفصیل سے اُجاگر کیا ہے جو اُنہوں نے باطل قوتوں کے خلاف اور اللہ کی حاکمیّت کرنے میں صرف کی تھیں۔ اِسی طرح

Marfat.com

قُرآنِ کریم نے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ (وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ) کی اِس عظیم الشان جدّوجہد کو اپنے اوراق میں محفوظ کرلیا ہے جس کے نتیجے میں نسلِ انسانیت نے چند برسوں کی قلیل مدّت میں صدیوں کا فاصلہ طے کرلیا تھا۔

اِس طرح ذرا سے غور وفکر سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ''اُسوہ حسنہ'' سے مُراد وہ اعمال ہیں جو فلاحِ انسانیت اور آخرت کے بہترین نتائج کے لئے کئے گئے ہیں۔ اَلقرآن نے کسی بھی دور کی تاریخ نہیں بیان کی بلکہ اُس نے تاریخِ انسانیت کے اُن گوشوں کو اُجاگر کیا ہے جہاں حق اور باطل کا ٹکراؤ ہُوا اور آخر الامر حقّ کا غلبہ ہُوا۔ ''اُسوہ حسنہ'' کی اِس مختصر سی تعریف کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ اَلقرآن نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کن کن گوشوں کی خصوصی طور پر نشاندہی کی ہے اور مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے اِن گوشوں کا کس طرح تصوّر وضع کرلیا ہے۔ کیوں کہ ''اُسوہ حسنہ'' کے یہی وہ بنیادی پہلو ہیں جن کا اِتّباع کرنا مُسلم قوم کے لئے لازم ہے اور اُن کو ہی بدل ڈالنے کے سبب وہ دُنیا کی دِیگر اقوام کے مُقابلے میں ذلیل و خُوار ہو رہے ہیں۔

''اُسوہ حسنہ'' کیا ہے؟

(۱) اَلقرآن نے سب سے پہلے حضرت اِبراہیمؑ اور وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ یعنی اُن کے صحابہ کرام کی عملی جدّوجہد کو ''اُسوہ حسنہ'' قرار دیا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ

Marfat.com

قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

(سُورۃُ الْمُمتَحِنَہ۔ آیت ۴)

اور تمہارے لئے ابراہیم اور اُن کے ساتھیوں میں بہترین نمونۂ زندگی ہے جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اُن سے بیزار ہیں، ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لے آتے۔ سوائے اِس کے کہ ابراہیم نے اپنے والد سے کہا کہ میری تمنا ہے کہ آپ کی مغفرت ہو جائے لیکن اِس بات میں مجھے کچھ اِختیار حاصل نہیں (اِن سب کی دُعاء تھی کہ) اَے ہمارے رَبّ! ہم تجھ پر ہی توکل کرتے ہیں اور تیری ہی طرف رُجوع کرتے ہیں اور ہم تیری ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اِبراہیمی اُسوہ

اِنتہائی نامساعد حالات میں اپنی قوم سے کہنا کہ **کَفَرْنَا بِکُمْ** (ہم تمہارے منکر ہیں) یعنی تمہارے نظریۂ حیات کے منکر ہیں، بڑی ہمت، اِستقامت اور اُولوالعزمی کا مظاہرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اِبراہیمؑ اور اُن کے صحابۂ کرامؓ کے اِس عَمَل کو ''اُسوۂ حسنہ'' کہا گیا۔ لیکن مُسلم قوم کی مذہبی

Marfat.com

پیشوائیت نے اِمامُ النّاس حضرت اِبراہیمؑ کے بارے میں رِوایت پیش کی کہ اُنہوں نے تین موقعوں پر جھوٹ بولا تھا۔ (معاذ اللہ!!)

رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ حسنہ

اَلقرآن نے عین میدانِ جنگ میں کم ہمت اور بزدِل لوگوں کے دعوائ ایمانی کو باطل قرار دیا ہے اور کہ اِس سخت گھڑی میں رسول ﷺ کی ہمّت، قیادت، جواں مردی، ثبات قدمی اور استقامت کو ''اُسوہ حسنہ'' قرار دے کر تلقین کی ہے کہ جسے آخرت کی بہتری عزیز ہے اِس کے لئے یہ بہترین نمونہ کردار ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾

(سُورۃُ الاحزاب۔ آیت ۲۱۔۲۲)

بِلاشُبہ رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں تُمہارے لئے عُمدہ ترین نمونہ حیات ہے، اُن لوگوں کے لئے جو اللہ اور آخرت کے طلب گار ہیں اور اللہ (کے احکام) کو کثرت سے پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ جب مومنوں نے اِن لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وُہی ہیں جن کا اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے وعدہ کیا تھا بِلاشُبہ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سچے ہیں، اُن کے ایمان اور تسلیم ورضا میں اور اضافہ ہوگیا۔

Marfat.com

ایسے مثالی، جرأت مند، دلیر اور بہادر شخصیت کے بارے میں مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے روایات پیش کی ہیں کہ آپ ﷺ موت سے خوف کھاتے تھے۔ آسمان پر بادل آجاتے تو پریشان ہو جاتے کہ کہیں عذاب الٰہی تو نہیں آرہا۔ قتال فی سبیل اللہ کی اہمیت کو کم کیا گیا، خودساختہ مالاؤں پر بے سمجھے بوجھے چند الفاظ کو گن گن کر پڑھنے کو اور 'ھُوحق' کرنے کو 'جہادِ اکبر' قرار دے دیا گیا۔ جب کہ القرآن نے 'قتال' کو فرضِ عین قرار دیا ہے۔

قتال فرض ہے

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ ○

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۱۶)

تم پر جنگ کرنا (قتال) فرض کردیا گیا۔

قرآنِ کریم نے رسول اللہ ﷺ اور اُن کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں کہا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ○

(سورۃ الفتح۔ آیت ۲۹)

محمد (ﷺ) جو اللہ کے رسول ہیں، اور اُن کے ساتھی، یہ لوگ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحیم ہیں۔

مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے مسلم قوم میں نہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

Marfat.com

کی صفت باقی رہنے دی اور نہ رہی رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی خوبی۔ اُنہوں نے فرقہ بندیوں کی ایسی فضا پیدا کردی کہ مُسلِم قوم آپس میں تو ہمیشہ دست و گریبان رہیں لیکن غیر مُسلموں سے نہ صرف بے جا مُفاہمت کرتی رہے بلکہ اُن کی بالادستی بھی بخوشی قبول کرلے۔ اب تو مُسلِم قوم کا یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ وہ فرقوں کی لڑائیوں میں بھی مدد کے لئے غیر مُسلموں کا تعاوُن حاصل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔

رسُول ﷺ بشر ہیں

اَلقُرآن نے رسُولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مُبارک سے مُتعدّد بار اعلان کروایا کہ

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝١١٠

(سُورۃُ الکہف۔ آیت ۱۱۰)

کہہ دو کہ میں تو تُم جیسا بشر ہوں بس میرے پاس وَحِی آتی ہے کہ تُمہارا اِلٰہ صرف ایک واحد ہے، تو جو اپنے رَب سے مِلنے کی خواہش رکھتا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ عَمَلِ صالح کرے اور عبودیّت میں ایک رَب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝٦

(سُورۃُ حٰمٓ السّجدہ۔ آیت ٦)

Marfat.com

کہہ دو کہ میں تو تم جیسا بشر ہوں بس میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک واحد ہے، تو اِس بات پر قائم رہو اور اُس سے مغفرت مانگو، تو مشرکین کے لیے بڑی تباہی ہے۔

نبی ﷺ کی ذات میں غلو نہیں اللہ تعالیٰ نے معجزہ پسند لوگوں کو قائل کیا کہ یہ رسول ﷺ دینِ اسلام کی دعوت اپنے کردار کی بنیاد پر دے رہے ہیں نہ کہ معجزات کی بنیاد پر۔

اِرشادِ الٰہی ہوا کہ:

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

(سورۃ یونس۔آیت ۱۶)

کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ تو میں یہ کلام پڑھ کر سُناتا اور نہ وہ (اللہ) تم کو اِس کی اِطلاع دیتا، جب کہ میں نے تمہارے درمیان ایک عمر گزاری ہے تو تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے لوگوں میں یہ عقیدہ عام کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تخلیق نُور سے ہوئی تھی، اُن کا سایہ تک نہیں ہوتا تھا۔ یعنی اللہ اور قرآن، رسول ﷺ کی بشریت پر اِصرار کرتا رہے لیکن مذہبی پیشوایانِ قوم، اپنی ضِد پر ڈٹے رہیں گے، وہ بھلا اللہ اور قرآن کی بات کیوں ماننے لگے۔

رسول ﷺ کو غیب کا علم نہیں

القرآن نے کہا کہ رسول ﷺ کے پاس نہ تو زمین کے خزانے ہیں اور نہ

Marfat.com

ہی اُن کو غیب کا علم:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۗ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾

(سورۃ الانعام۔آیت ۵۰)

کہہ دو کہ نہ تو مَیں تُم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ مَیں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں مَیں تو اُس وحی کی اِتباع کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے، کہہ دو کہ کیا اَندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں، تو تُم سوچتے کیوں نہیں۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کہا کہ نہیں بلکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف غیب کا بہ تمام و کمال علم تھا بلکہ اُنہوں نے تو قیامت تک کے ہونے والے واقعات کی خبریں دے دی ہیں۔ کیا رسُول ﷺ آسمان پر گئے؟ القرآن نے کہا کہ رسُول اللہ ﷺ کوئی مافوق البشر ہستی نہیں کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیں۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِىَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۗ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

Marfat.com

تَقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

(سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۹۰ تا ۹۳)

اور یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ جاری کر دو۔ یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، اور اُس کے بیچ میں نہریں بہا نکالو۔ یا جیسا کہ تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا گراؤ یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ یا تمہارا سونے کا گھر ہو، یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے جب تک کوئی کتاب نہ لے آؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں، کہہ دو کہ میرا رب اِن باتوں سے پاک ہے، میں تو سوائے اُس کے اور کچھ بھی نہیں کہ ایک پیغام پہنچانے والا بشر ہوں۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کہا کہ واہ! یہ کیا بات ہوئی، ہمارے رسول ﷺ نے تو آسمانوں کی مکمل سیر بھی کی اور یومِ قیامت سے پہلے ہی ہمارے جنّت اور جہنّم والوں کے احوال کا مشاہدہ بھی کر لیا۔ بلکہ آپ ﷺ تو اَب بھی اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جہاں جہاں بھی آپ ﷺ پر دُرود و سلام پڑھا جاتا ہے وہاں حاضر بھی ہو جاتے ہیں۔

آلِ رسول ﷺ کا عقیدہ

اَلقرآن نے واضح الفاظ میں حکم دیا کہ اولاد کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ

Marfat.com

اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾

(سُوْرَۃُ الاحزاب۔ آیت ۴۔۵)

اللہ نے کسی مرد کے پہلو میں دو دِل نہیں بنائے اور نہ تمہاری ازواج کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو، تمہاری ماں بنایا، اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں جب کہ اللہ تمہیں سچی بات بتاتا ہے اور وُہی سیدھا رستہ دِکھاتا ہے۔ لے پالکوں کو اُن کے اَصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات دُرست ہے، اگر تم کو اُن کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو دِین میں وہ تمہارے بھائی اور دوست، اور جو بات تم سے غلطی سے ہو گئی ہو اُس میں کوئی پکڑ نہیں لیکن جو قصداً دِل سے کرو گے اُس پر گرفت ہو گی، اور اللہ تو غفوُر رحیم ہے۔

اِس کے ساتھ ہی القرآن نے کہا کہ رسول ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

(سُوْرَۃُ الاحزاب۔ آیت ۴۰)

Marfat.com

محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور اللہ ہر شئے سے بخوبی واقف ہے۔

مگر لوگوں نے آلِ رسول ﷺ بنا ڈالے اور ایک باقاعدہ خود ساختہ نسلِ سادات کے نام سے چلا دی۔ اِس نسل کے بارے میں عجیب و غریب رِوایات بنائیں اور کم و بیش اِس نسل کو وُہی مقام دے دیا جو ہندوؤں کے یہاں برہمن کا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں برہمن سب سے اُونچی 'جاتی' (نسل) ہے جن کے بارے میں اُن کے ویدوں میں لکھا ہے کہ یہ برہما کے سر سے پیدا ہوئے ہیں۔ اَلقرآن کہتا ہے کہ یہ سب کچھ نہیں بس چند نام ہیں جو تم نے وضع کر لیے ہیں۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

(سُورۃ النجم۔ آیت ۲۳)

یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں، اللہ نے تو اُن کے لئے کوئی سند نہیں نازل کی۔

کیا رسول ﷺ نے پادریوں سے علوم سیکھے اَلقرآن نے واضح کر دیا کہ رسول ﷺ اِعلانِ نبوّت سے قبل لکھنے پڑھنے کا شغل نہیں کیا کرتے تھے، اور نہ ہی یہ جانتے تھے کہ کتاب اور اِیمان کیا ہیں۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

(سُورۃ العنکبوت۔ آیت ۴۸)

اور تم اِس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اُس کو اپنے ہاتھ سے

Marfat.com

لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴿۵۲﴾

(سورۃ الشوریٰ۔ آیت ۵۲)

اِسی طرح ہم نے اَپنے حکم سے تمہاری طرف رُوح القدس کے ذریعہ وحی بھیجی، جب کہ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔ لیکن ہم نے اُس کو نور بنایا ہے کہ اِس سے ہم اَپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بلاشبہ تم صراطِ مستقیم کی جانب رہنمائی کرتے ہو۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کہا کہ اِعلانِ نبوت سے قبل بحیرہ نامی عیسائی راہب سے اور بعد میں ورقہ بن نوفل نامی اشخاص سے آپ ﷺ نے پچھلی آسمانی کتابوں کے علوم سیکھے تھے۔

قیامت میں رسول ﷺ شفاعت کریں گے یا شکایت

القرآن نے کہا کہ رسول ﷺ کو نفع یا نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

(سورۃ الجن۔ آیت ۲۰۔۲۱)

Marfat.com

کہہ دو کہ میں تو صرف اپنے رب کو ہی پُکارتا ہوں اور اُس میں شرک نہیں کرتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نفع یا نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔

اِس سے بھی زیادہ شدّت کے ساتھ قرآنِ کریم نے رسول ﷺ سے کہلوا دیا۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾

(سُورۃ الانعام۔ آیت ۱۵)

کہہ دو کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

اِن قرآنی اعلانات کے بالکل مخالف مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے یہ عقیدہ عام لوگوں کے دِل و دماغ میں پیوست کر دیا کہ جتنا جی چاہے غلط کاریاں کر لو، اللہ سے معافیاں مانگتے رہو، کیوں کہ اللہ کو خوشامد بہت پسند ہے، بلکہ اگر غلط کاریاں نہ کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ دُوسری بداعمال قوم کو لے آئے گا تاکہ وہ یہ کام کریں، پھر معافیاں مانگیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر القرآن نے پچھلی قوموں کی تباہیوں اور بربادیوں کی داستانیں کیوں بیان کی ہیں! ساتھ ہی ہماری مذہبی پیشوائیت نے یہ عقیدہ لوگوں کے دِلوں میں راسخ کر دیا کہ رسول ﷺ قیامت کے روز ساری اُمت کے شفیع بن کر اُن کو جنت میں لے جائیں گے۔ حالانکہ القرآن میں رسول ﷺ کے شفیع ہونے کا تو کوئی ذکر نہیں البتہ بروزِ قیامت اُن کی شکایت کی بات تو صاف الفاظ میں کی گئی ہے۔

Marfat.com

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾

(سُورۃُ الفرقان۔ آیت ۳۰)

اور رسول (ﷺ) کہیں گے کہ اے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو "مہجور" بنا رکھا تھا۔

عقل و فکر کی دعوت

اَلقرآن نے رسول ﷺ سے اللہ کی زبانی کہلوا دیا کہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

(سُورۃُ یوسف۔ آیت ۱۰۸)

کہہ دو کہ میرا یہی طریق ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف دلیل کی بنیاد پر بلاتا ہوں، میرا بھی اور میری اتباع کرنے والوں کا بھی یہی طریقہ ہے، اور یہ کہ اللہ شرک سے پاک ہے اور میں ہرگز مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

دُوسری جگہ اعلان کروایا گیا کہ:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿٤٦﴾

(سُورۃُ سبا۔ آیت ۴۶)

Marfat.com

کہہ دو کہ مَیں تُم کو صرف ایک بات سمجھاتا ہُوں، وہ یہ کہ تُم اللہ کے لئے
دو دو، ایک ایک کر کے کھڑے ہو جاؤ پھر سوچو، تُمہارا ساتھی مجنُوں نہیں،
وہ تو صرف تُمہیں آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کرتا ہے۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے سوچنے اور غور و فکر کرنے کو حرام قرار دے دیا۔ کوئی زیادہ اِصرار کرے تو اُس کو یہ کہہ کر خاموش کرا دِیا جاتا ہے کہ جو کچھ سوچا اور سمجھا جانا تھا وہ ہمارے اَسلاف سوچ چکے، سمجھ چکے!! اب چاہے حالات کتنے ہی تبدیل کیوں نہ ہو جائیں مزید کچھ غور و فکر کرنے کی اِجازت نہیں۔ حالانکہ اِن پیشوانِ مذہب کے پاس اِس اَمر کا بھی کوئی حتمی ثبوت نہیں کہ وہ جن بزرگوں کا حوالہ دیتے ہیں، اُن کی تحریر کردہ کوئی شے اُن کے پاس ہے بھی یا نہیں، یا بعد کے لوگوں نے اپنی طرف سے وہ باتیں لکھ کر پچھلے لوگوں سے منسوب کر دی ہیں۔

پہلی وحی کی کہانی

اَلقرآن نے بتایا کہ نزولِ وحی کے سلسلے میں اللہ نے جو نشانیاں رسول ﷺ کو دِکھائیں اُن کو نہ تو اُن کے دِل نے جھوٹ جانا اور نہ ہی اُن کی نگاہ نے دُوسری جانب توجہ کی، نہ ہی حد سے آگے بڑھی۔

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۞۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۞۱۱

(سُورۃُ النّجم۔ آیت ۱۰۔۱۱)

پھر ہم نے اپنے عبد پر وحی کی جو کچھ وحی کرنا تھی۔ اُس کے دِل نے اُس کو
جھوٹ نہ جانا جو اُس نے دیکھا۔

Marfat.com

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾

(سُورۃُ النّجم۔ آیت ۱۷۔۱۸)

اُس کی نِگاہ نہ تو ہٹی اور نہ حد سے بڑھی۔ بے شک اُس نے اپنے رَبّ کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

مَذہبی پیشواؤں نے افسانہ تراشا کہ وَحی مِلنے کے بعد آپ ﷺ پسینے میں تر، خوف کے عالَم میں گھر لوٹے اور آپ ﷺ کو تسلّی اُس وَقت ہُوئی جب وَرقہ بِن نوفل نامی ایک عیسائی راہب نے آپ ﷺ کو مَقامِ نبُوّت پر سرفراز ہونے کی مُبارکباد دِی۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ وہ عیسائی راہب پھر بھی مُسلِم نہ بنا! یاللعجب!!

قرآن مکمل ضابطۂ حیات نہیں!!

اَلقرآن کے ذَرِیعہ اللہ نے رَسُولِ اَکرم ﷺ کو حُکم دِیا کہ

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ○

(سُورۃُ المائدہ۔ آیت ۴۹)

تُمہیں تاکید کی جاتی ہے کہ اُن لوگوں کے درمیان کی نازِل کردہ (کتاب) کے مُطابِق فیصلے کیا کرو اور اُن کی خواہشات کی پیروِی نہ کرو۔

مُسلِم قوم کی مَذہبی پیشوائیت نے کہا کہ ہر مُعاملے میں اَلقُرآن رہنُمائی نہیں کرتا چُنانچہ ہم رِوایات اور فِقہوں کے مُطابِق فیصلے کریں گے۔ جب کہ اَلقرآن خُود اپنے بارے میں دَعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب

Marfat.com

تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ ○

(سورۃ النحل۔ آیت ۸۹)

ہر شئے کی وضاحت کرتی ہے۔

مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ○

(سورۃ الزمر۔ آیت ۲۷، سورۃ الروم۔ آیت ۵۸)

ہر طرح کی مثال دیتی ہے

اَوَلَمۡ یَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ ○

(سورۃ العنکبوت۔ آیت ۵۱)

کیا اُن کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے تُم پر کتاب نازل کردی ہے۔

غلام اور لونڈیاں

قُرآنِ کریم نے رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ بتایا کہ:

وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ ○

(سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۵۷)

وہ (نسلِ انسانی کے) بوجھ اور گردنوں کے طوق کو اُتار پھینکیں گے، جس میں لوگ دبے ہوئے تھے۔

مذہبی پیشوائیت نے اِس واضح مقصدِ دین کے بالکل برخلاف غلاموں اور لونڈیوں کا خودساختہ جواز بنالیا۔

المزمّل

القرآن نے رسول ﷺ کو 'المزمّل' کہہ کر پکارا ہے۔ اِس لفظ کے ایک

Marfat.com

معنی تو کپڑوں میں لپٹ جانے والے یا ذمہ داریوں سے تغافل اور کوتاہی برتنے والے کے ہیں، اور اسی لفظ کے دوسرے معنی ہیں 'بہترین اور متوازن رفیقِ سفر بنانے والے' کے ہیں جو آسانیوں اور مشکلات میں ہمیشہ بہترین ساتھی ثابت ہوں۔ مسلم قوم کے مذہبی پیشوایان نے 'المزمل' کے معنی 'کمبل اوڑھنے والے' کے کر دیئے اور بلند ترین تصور کو چھوڑ دیا جس کے مطابق 'المزمل' کسی کاروان کا وہ قاید ہوتا ہے جو منزل تک پہنچنے کے لئے بہترین رفقائے سفر کا انتخاب کرے۔

المدثر

القرآن نے رسولِ اکرم ﷺ کو 'المدثر' بھی کہہ کر پکارا ہے، جس کے ایک معنی تو کپڑا اوڑھنے والے کے ہیں اور دوسرے معنی معاملات کو سنوارنے والے کے ہیں، یا ایسی ہستی جو خزاں دیدہ چمن میں بہار لانے کا موجب بن جائے۔ مسلم قوم کے مذہبی پیشواؤں نے 'المدثر' کے معنی کپڑا اوڑھنے والے کے کر دیئے اور بلند تصور کو چھوڑ دیا جس کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ ایک ایسے رہبر اور ہادی کی صورت میں نظر آتے ہیں جو دنیائے انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دینے والی ہو جس کے نتیجے میں خزاں رسیدہ چمنِ انسانیت میں بہار لہلہا اُٹھے۔ بقول علامہ اقبالؒ

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

Marfat.com

سیرتِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی بلندیٔ کردار کی شہادت قرآنِ کریم میں اِن الفاظ میں دی ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

(سورۃ القلم۔ آیت ۴)

بلاشبہ آپ (ﷺ) کردار (خلق) کی عظیم ترین بلندی پر ہیں۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے رسولِ اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے بارے میں ایسے ایسے افسانے تراشے کہ اِن افسانوں کی بنیاد پر 'رنگیلا رسول' اور 'شیطانی آیات' جیسی بدنام زمانہ کتابیں لکھی گئیں۔ ایسی کتابوں کے لئے مواد کا کام مُسلم قوم میں موجود "غیراز قرآن" کُتب نے ہی سرانجام دیا۔

وحشتِ رسول ﷺ کا افسانہ

القرآن نے کہا کہ:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴

(سورۃ آلِ عمران۔ آیت ۱۴۴)

اور محمد (ﷺ) سوائے ایک رسول کے اور کیا ہیں؟ اِن سے قبل بہت سے رسول گزر چکے، تو اگر اُن کا انتقال ہو جائے یا وہ قتل ہی ہو جائیں تو کیا تم

Marfat.com

اُلٹے پھر جاؤ گے؟ جو شخص اپنی پچھلی روش پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کیا نقصان کرسکتا ہے؟ اللہ شاکرین کو جلد ہی جزا دے گا۔

مُسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے عشقِ رسول ﷺ کا عقیدہ تراش لیا۔ دین کے اِس بُنیادی مقصد کو جو القرآن نے بتایا تھا، اور جو کہ رسول ﷺ کا مشن تھا، اُس کو پسِ پُشت ڈال کر جنّت کے حصُول کا ذریعہ صرف اور صرف عشقِ رسول ﷺ بنا لیا۔ اور عشق بھی خون دینے والے 'مجنوں' کا نہیں بلکہ دُودھ پینے والے 'نقلی قیس' کا۔ تن آسان، بڑھی ہوئی توند، مُرغّن غذائیں کھانے والے، اُونچے محل نُما مکانوں میں رہنے والے، بزدِل، کم ہِمّت، اُمّت کا شیرازہ بکھیرنے والے، اور دعویٰ عشقِ رسول ﷺ کا!!

اَلقرآن نے جنّت کے حصُول کے بارے میں کہا ہے کہ:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾

(سُورۃُ البقرۃ۔ آیت ۲۱۴)

کیا تُم اِس گُمان میں ہو کہ یُونہی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ اَب تک تُم پر ایسا وقت آیا ہی نہیں جیسا تُم سے پہلے لوگوں پر آیا تھا، اُن پر ایسی زلزلہ انگیز تنگی اور سختی واقع ہُوئی تھی کہ اُس وقت رسُول اور اُن کے ایمان والے ساتھی پُکار اُٹھے تھے کہ اللہ کی مدد کہاں ہے! جان رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔

Marfat.com

الاختتامیہ

مُسلِم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے ''اَلقُرآن'' اور ''اُسوہ حسنہ'' کے ساتھ جس جس طرح بددیانتی کی ہے اُن سب کا مکمل اِحاطہ کرنے کے لئے تو ایک مُستقل تصنیف کی ضرورت ہے ہم نے محض اجمالی طور پر چند بنیادی پہلوؤں پر ہی نظر ڈالی ہے، کیوں کہ ہمارے پیشِ نظر صرف اُن اسباب کا جائزہ لینا ہے جن کی وجہ سے مُسلِم قوم ذِلت اور پستی کا شِکار ہے......

ہم بلاخوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ اگر مُسلِم قوم نے "اَلدِّینُ الاِسلام" کی اِن دو بنیادوں کو اپنا لائحہ عمل بنائے رکھا ہوتا تو اللہ کے قوانین کے مطابِق کوئی وجہ نہ تھی کہ اُن کو دُنیا میں دِیگر قوموں پر برتری اور سرفرازی نہ ملتی، اور آخرت میں اُن کا مقام بُلند نہ ہوتا .... حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اِس "اَلدِّینُ الاِسلام" کی خود مُحافظت کی ہے تا کہ اُس میں خارجی عناصر کی آمیزش نہ ہو پائے۔ اللہ کے احکام مکمل و مُفصّل طور پر "اَلقُرآن" میں محفوظ ہیں، اور رسول ﷺ کا اُسوہ حسنہ بھی اِسی اَلقُرآن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دِیا گیا ہے۔ لیکن ہماری مذہبی پیشوائیت اللہ کے احکام کو فِقہ کی کتابوں میں اور ''اُسوہ حسنہ'' کو سوانح حیات کی کتابوں میں تلاش کرتی ہے اور اُنہی پر اِصرار کرتی ہے۔ اِنہی وجوہ کی بناء پر اُن میں فرقوں پر فرقے بنتے چلے جاتے ہیں اور ہر فرقہ مذہبی جنون کی شکل اِختیار کر کے دُوسروں سے دست و گریباں رہتا ہے۔ چُنانچہ مُسلِم قوم کی صُورتِ حال کی مثال یُوں دی جاسکتی ہے جس طرح ایٹمی اِنشقاق کے عمل میں

Marfat.com

صِرف پہلے ایٹم کے ٹُوٹنے کی دیر ہوتی ہے اِس کے بعد اِتنی توانائی ایک زنجیر کی صُورت میں تیزی سے خارج ہونے لگتی ہے جو بقایا ایٹموں کو خُود بخُود توڑنا شرُوع کر دیتی ہے۔ اِسی طرح مُسلم قوم کے ٹُوٹ پھوٹ اور زوال کا عمل بھی جاری ہے......اَلقرآن نے اِس کو یُوں بیان کیا ہے......

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾

(سُورۃ الحج۔ آیت ۳۱)

تو جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، اُس کی مثال یُوں ہے کہ جیسے وہ آسمان سے گر پڑا، پھر پرندوں نے اُس کی بوٹیاں نوچ لیں، یا اُس کو ہوا نے دُور دراز مقام پر جا پھینکا۔

اِس طرح جب اَلقرآن کو ''مہجور'' بنا دیا گیا اور رسُول اللہ ﷺ کی خُود تصوّراتی تشکیل کر لی گئی، وہ بھی اِس انداز میں کہ ہر فرقے اور ہر گروہ کا رسُول (ﷺ) الگ الگ دِکھائی دیتا ہے، تو ذِلّت وخواری، پستی اور محکومی کے باقی ماندہ اسباب تو از خُود مہیّا ہوتے چلے گئے۔ مِلّت کی تقسیم در تقسیم ہوتی چلی گئی اور ہنُوز ہوتی چلی جا رہی ہے۔ فرقوں پر فرقے، سیاسی فرقے، مذہبی فرقے، فِقہوں کا ہجُوم، اہلِ طریقت کے دیو مالائی فلسفے، تقلیدِ آباء کی دُھن، ہر گروہ اپنے حال میں مست تیزی سے نیچے ہی نیچے لُڑھکتا چلا جا رہا ہے۔ ہر آستانے سے، ہر بارگاہ سے، ہر عبادت خانے سے ایک ہی صدا سُنائی دیتی ہے۔

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ

Marfat.com

لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

(سُورۃُ البقرہ۔ آیت ۱۷۰)

بلکہ ہم تو اِسی پر کاربند رہیں گے جس پر ہمارے بزرگ رہے ہیں، خواہ اُن کے بزرگ عقل سے عاری اور ہدایت سے بے بہرہ ہی کیوں نہ رہے ہوں۔

اور یہ کہ:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

(سُورۃُ المائدہ۔ آیت ۱۰۴)

ہمارے لئے وُہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہے، خواہ اُن کے بزرگ نہ تو کسی بات کا علم رکھتے رہے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پر رہے ہوں۔

اَلقرآن وَاضح اور دوٹوک اَلفاظ میں اِعلان کرتا ہے کہ بزرگوں کی تقلید کی کوئی سند نہیں:

قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

(سُورۃُ الاعراف۔ آیت ۲۸)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اِسی طریقے پر دیکھا ہے چنانچہ لازماً اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہوگا، کہہ دو کہ اللہ ہرگز فحشا کا حکم نہیں دیتا، کیا یہ لوگ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کرتے ہیں جس کا انہیں علم ہی نہیں ہوا کرتا۔

Marfat.com

قُرآنِ کریم نے کبھی تقلید کو مُستحسن عمل قرار نہیں دیا، بلکہ وہ اپنی دعوت بصیرت کی بُنیاد پر دیتا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۝

(سُورۃ یُوسُف۔آیت ۱۰۸)

کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف ''عَلٰی بَصِیرۃ'' بُلاتا ہُوں، مَیں بھی اور جو میری اِتباع کرتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

قُرآنِ کریم کا واضح اِعلان ہے کہ:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـــُٔوْلًا ۝۳۶

(سُورۃ بَنِی اِسرائیل۔آیت ۳۶)

بلاشُبہ سماعت، بصارت اور محسوسات ہر چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

چُنانچہ القرآن کا مُطالبہ ہے کہ علم و عقل کے اِن ذرائع کو اِستعمال میں لاتے ہُوئے اللہ کے عطا کردہ ضابطہ حیات پر غور و فکر کیا جائے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴

(سُورۃ النحل۔آیت ۴۴)

اور ہم نے اِس ''ذِکر'' کو تُم پر نازِل کیا ہے تاکہ تُم لوگوں کو واضح طور پر بتا دو کہ اُن کے لئے کیا کچھ نازِل ہُوا ہے اور تاکہ وہ لوگ اِس پر غور و فکر کر سکیں۔

Marfat.com

دُوسرے مقام پر اِرشادِ الٰہی ہے کہ:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

(سُورۃُ محمّد۔ آیت ۲۴)

تو کیا یہ لوگ اَلقرآن میں تدبّر نہیں کرتے یا اُن کے دِلوں پر تالے پڑے ہُوئے ہیں۔

اَلقرآن اَپنے ماننے والوں کی ایک اَیسی عَلامت بیان کرتا ہے جس کی مِثال دُنیا کی اور کوئی کِتاب، مذہب یا نظریہ نہیں پیش کرسکتا:

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾

(سُورۃُ الفرقان۔ آیت ۷۳)

اور یہ لوگ اَیسے ہیں کہ جب اُن کے سامنے اُن کے رَبّ کی آیات پیش کی جاتی ہیں تو وہ اُن پر بھی اَندھے اور بہرے بن کر گر نہیں پڑتے۔

تمام دَلائل و براہین بیان کرنے کے بعد اَلقرآن اِعلان کرتا ہے کہ:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

(سُورۃُ العنکبوت۔ آیت ۵۱)

کیا اُن لوگوں کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کِتاب نازل کی ہے جو اُن پر تلاوت کی جاتی ہے، بِلاشُبہ اِس میں اُس قوم کے لئے رَحمت اور نصیحت ہے جو ایمان والی ہے۔

Marfat.com

اگر آج بھی مُسلِم قوم حضرت عُمرؓ کا وہ جذبہِ ایمانی لے کر اُٹھ کھڑی ہو جس کے تحت اُنہوں نے فرمایا تھا کہ حَسبُنا کِتٰبَ اللّٰہ (ہمارے لئے اللہ کی کِتاب ہی کافی ہے) تو کوئی سبب نہیں کہ اُن کو حیاتِ ارضی میں بھی کامیابیاں اور کامرانیاں ملیں اور آنے والی زِندگی میں بھی وہ فوز و فلاح پائیں۔ کیونکہ اَلقرآن کا وعدہ ہے کہ یہ مُکمّل خیر ہے اور اِس پر اِیمان لانے والوں کی دُنیا اور آخرت حسین ہو جاتی ہے......

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ

(سُورۃ النّحل۔ آیت ۳۰)

جو لوگ حسن کارانہ اعمال سرانجام دیتے ہیں اُن کی موجودہ دُنیا بھی حسین ہو جاتی ہے اور آخرت بھی بہترین ہو جاتی ہے۔



Marfat.com

آخر میں اللہ تعالیٰ سے میری دُعاء ہے کہ
وہ اِس کتابچہ سے اُمّتِ مُسلِمہ کو اور طالبینِ
عُلومِ شریعت کو نفع پُہنچائے اور میں اِبتداء
میں بھی اور خاتِمہ پر بھی ربُّ العزّت کی
حمد کرتا ہُوں اور اُس کے بندے، رسُول،
پیغمبر اور آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم پر اللہ
اپنی رحمتیں اور سلامتی نازِل فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَینَا اِلاَّ البَلٰغُ المُبِین.

احسن عبّاس

Marfat.com

منجانب : آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کیلئے پتہ
پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200

یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی

Marfat.com